بعون اللہ المستعان

رسالہ علم حکمت عملی

موسومہ

ارمغان

۱۲۹۲

مؤلفہ

حکیم محمد اکرام الدین خان صاحب

دہلوی

باہتمام کمترین آفاق میرزا عبد الرزاق

در مطبع انصاری دہلی طبع گردید

نقل تقریظ جناب مستطاب مستغنی الالقاب صاحب عالم عالمیان
میرزا محمد سلیمان شاہ بہادر گورگانی ادام اللہ اقبالہم و ازداد اجلالہم

اس مجموعہ مین حکمت عملی کی تینون قسمون یعنی تہذیب اخلاق
تدبیر منزل سیاست مدن کا بیان ہے شایستہ اسلوب
سنجیدہ ترتیب عمدہ عنوان ہے اکثر حصہ مین متقدمین کے
تصنیفات کا انتخاب ہے مباحث مفیدہ کا لب لباب ہے
مسائل غامضہ سی اغماض کیا ہے اطناب مخل و ایجاز مخل سے
اعراض کیا ہے بعض باتین ایسے بہے نظر سے
گذرین جو اہل فن کے مصنفات مین نہین دیکھین
اس کتاب کی مضمون کے ستایش اس فن شریف کی
تعریف ہی اور وہ زائد الوصف و مستغنے التوصیف ہے

اسی طرح اُسکے کار آمد ہونے کا ذکر اس علم کے
طرف احتیاج کا بیان ہے اور وہ اہل دانش پر
روز روشن کی طرح عیان ہے رہی زبان ہان
خواص و فصحا کی تحریر ہے اہلِ علم و فضل کی تقریر ہے
عامیانہ مقال نہین ادنے طبقہ کے بول چال نہین فقط

محمد سلیمان شاہ
گورگانی

✤

نقل تقریظ

منشی محمد ذکاءاللہ صاحب پروفیسر میور کالج الہ آباد

اِس ارمغان مین اُن باتون کا بیان ہے جو انسان کو

رذائل سے پاک اور فضائل سی آراستہ کرتے ہین

علم اخلاق کے اعلےٰ درجہ کے کتابون سے جو مضامین

بدقت سمجھے جاتے ہین وہ اس کتاب سی بآسانی ذہن

مین آتے ہین - ترتیب مضامین خوش اسلوبی کے ساتھ

ہے - طرز بیان عام فہم و خاص پسند ہے - خلاصہ یہہ ہے

کہ مشرقی خیالات جو تہذیب اخلاق کے باب مین ہین

اوسکا یہہ انتخاب اور لب لباب ہے بعض مضامین مین

مغربی خیالات کے بہی روشنی اپنی جہلک اسطرح

دکہار ہے ہے کہ وہ کتاب کے حسن اور لطف کو اور عیان کرتے ہے۔ ملک اور جان اور مال کے حفاظت اور سپاہ کے باب مین وہ باتین لکھے ہین جن پر آجکل مغربی ممالک کا عمل ہے۔ مجہے یقین ہے کہ اہل علم جنکو شستہ خیالات سے مذاق ہے وہ اس کتاب کے داد دینگے اور مصنف کو ہمیشہ بہلائی سے یاد رکہینگے

ذکاء اللہ پروفیسر میور

کالج الہ آباد

دستخط

تیسوین ماہ مے سنہ ۱۸۸۱ عیسوی کے

وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُوا الْأَلْبَابِ

اور نہین پند پذیر ہوتے مگر صاحبان عقل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

امابعد اکرام الدین دہلوی خلف حکیم ضیاء الدین احمد خان مرحوم ارباب فضل و کمال کی خدمت مین ملتمس ہے کہ حکمت آگاہ عدالت پناہ شجاع طبع عفیف زمان حافظ ناموس حق حامی طریق الصدق ناصر الدنیا والدین معین المسلمین

امیر الامرا صدر محترم وزیر اعظم نائب السلطنت نظام

نواب شجاع الدوله مختار الملک میر تراب علیخان سر سالار جنگ بہادر

جی - سی - ایس - آئی - ادام الله اقبالهم کے

جوہر شناسی و قدردانی کا آوازہ جو کہ شہرۂ آفاق پایا اور منت کو

اپنی شرف کی اظہار مین حکومت کا محتاج دیکھا بنا بران یہہ رسالہ

سن بارہ سو بانوین ہجری مین تالیف کر کی نواب ممدوح کی نذر گزرانا

اسی لحاظ سی اسکا تاریخی نام ارمغان رکھا المنة لله کہ حضرت

صدارت پناہ نے ارمغان حقیر قبول و منظور فرمایا اُسکے

صلہ مین مولف کو خلعت فاخرہ سی اعزاز بخشا اگر باقتضائے

بشریت اسمین کوئی غلطی ہو گئی ہو تو بقلم مکرمت و

احسان اصلاح فرمائین اِنَّ اللهَ لَا یُضِیعُ اَجرَ المُحسِنِین

بیشک الله نہین ضائع کرتا اجر احسان کرنیوالونکا

مقدمہ

سُبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم

انسان کے احوال کے صلاح کے واسطے اسکے ارادی حرکات اور اختیاری افعال کے مصلحتون کا کما حقہ جاننا حکمت عملی ہے اسکے تین قسمین ہین ایک وہ کہ ہر شخص سے مستلزم ہی اسکو تہذیب اخلاق کہتے ہین دوسری وہ کہ مسکن کے جماعت سی متعلق ہے اسکو تدبیر منزل کہتی ہین تیسرے وہ کہ تمام اقوام پر مستوجب ہے اسکو سیاست ملک کہتے ہین انکے ترتیب کی واسطے تین طریقہ پر قواعد مبنی ہین ایک یہ کہ اگر تہذیب اخلاق و تدبیر مسکن و سیاست مدن کی لیے نبی نبی خدا کی حکم کے بموجب قواعد معین کئی ہین تو وہ شریعت ہے

دوسرے یہہ کہ اگر حکیم نے حکمت کے طریقہ کے مطابق
قواعد وضع کیئے ہین تو وہ عقلے قانون ہے
تیسرے یہہ کہ اگر رواج سے صرف عادت اور چلن کے
موافق قواعد جاری ہوی ہین تو وہ رسم ہے انہین
اقسام کی روسی ہمنی اس رسالہ کی تین مقالہ ترتیب دیے
پہلے مقالہ موسومہ کتاب المعاشرت مین اخلاقی تہذیب
دوسرے مقالہ موسومہ کتاب البیتوتت مین خانگے تدبیر
تیسرے مقالہ موسومہ کتاب السیاست مین ملکی سیاست لکہے
خاتمہ مین محبت کی فضائل درج کئی مجموعہ کا نام ارمغان
رکہا جو کہ اس مختصر مین حکمی مسائل اکثر تحریر ہوئی ہین اسواسطے
اُنکی مبادی نظریات مین ہین بشرط ضرورت وہان مطالعہ کرین

فہرست مضامین کتاب

پہلا مقالہ موسوم کتاب المعاشرت اخلاق کے تہذیب کے بیان مین مشتمل نو فصل پر

۱۔ فصل نفس ناطقہ کی تکمیل کے بیان مین

۲۔ فصل نفس ناطقہ کے تکمیل کے غرض کے بیان مین

۳۔ فصل تہذیب اخلاق کے بیان مین

۴۔ فصل فضائل اربعہ کے بیان مین مشتمل ایک فائدہ پر

فائدہ نفوس اخلاقی کے اغراض کی شرح مین

۵۔ فصل فضائل اربعہ کی تحتانی انواع کے بیان مین مشتمل ایک فائدہ پر

فائدہ نفسانی ملکات کی اصناف کی شرح مین

۶۔ فصل رذائل ہشتگانہ کے بیان مین

۷۔ فصل فضائل کے مشابہات کی بیان مین

۸۔ فصل نفسانی صحت کے محافظت کے بیان میں مشتمل ایک فائدہ پر
فائدہ مضرات کی موجبات کی شرح مین
۹۔ فصل نفسانی امراض اور اونکی معالجہ کے بیان مین مشتمل تین فائدہ پر
فائدہ ۱ جہل مرکب کے شرح مین
فائدہ ۲ خوف کی شرح مین
فائدہ ۳ حزن کی شرح مین
دوسرا مقالہ موسوم کتاب البیوت تدبیر منزل کے بیان مین مشتمل نو فصل پر
۱۔ فصل تدبیر منزل اور اوسکی ضرورت کی بیان مین
۲۔ فصل مال کی حفاظت کے بیان مین
۳۔ فصل خرچ کی انتظام کے بیان مین مشتمل ایک فائدہ پر
فائدہ کفایت و مقدار کی شرح مین

٤ فصل سکونت کے مکان کے بیان مین

٥ فصل آمدنی کے طریقونکے بیان مین مشتمل ایک فائدہ پر

فائدہ پیشون کے اقسام کی شرح مین مشتمل ایک انتباہ

انتباہ روزی کے اکتساب کی تاکید مین

٦ فصل ازدواج کے ضرورت کی بیان مین مشتمل ایک فائدہ پر

فائدہ میان اور بی بی کی حقوق کے شرح مین مشتمل ایک انتباہ

انتباہ طلاق وخلع کے ؟ جد مین

٧ فصل اولاد کی پرورش کے بیان مین مشتمل انضباط اوقات تربیت وتعلیم پر

انضباط اوقات بچونکی وروشب کے بسر کرنے مین مشتمل ایک فائدہ پر

فائدہ تعطیلے ایام کے مشاغل کی شرح مین

تربیت بچون کی شایستگے کی تدبیر مین مشتمل پانچ دابستہ

داب۱ حرکت و سکون

داب۲ کلام مشتمل ایک فائدہ پر

فائدہ کم گوئی کی فضیلت مین

داب۳ طعام مشتمل ایک فائدہ پر

فائدہ اشتہا و غذا کے تشریح مین

داب۴ لباس

داب۵ سلاطین

تعلیم بچونکے علوم کی تحصیل کے بیان مین مشتمل ایک فائدہ پر

فائدہ بچونکو مال کی اکتساب کے تاکید مین مشتمل ایک انتباہ کا

انتباہ اولاد کی عاق کرنیکی ضرورت مین

۸ فصل والدین کی حقوق کی بیان مین مشتمل ایک فائدہ پر

فائدہ استاد کے حقوق کے ترجیح مین

۹۔ فصل خدام کے تادیب کے بیان مین

تیسرا مقالہ موسومہ کتاب السیاستہ ملکی سیاست کی بیان مین مشتمل نو فصل پر

۱۔ فصل تمدن کی ضرورت کے بیان مین

۲۔ فصل مدائن کی ماہیت کی بیان مین مشتمل ایک فائدہ پر

فائدہ خیرات مشترک کی شرح مین

۳۔ فصل محنت کی تقسیم و تالیف کی بیانمین مشتمل ایک فائدہ پر

فائدہ کلون اور انجن کی منفعت مین

۴۔ فصل سلطنت کی ضرورت کے بیان مین مشتمل ایک فائدہ پر

فائدہ رئیس کے لیاقت کی شرح مین

۵۔ فصل سلطنت کی ماہیت و اقسام کے بیان مین

۶۔ فصل رعیت کی نگرانی کے بیان مین

۷۔ فصل سیاستا کی ماہیت کی بیان مین مشتمل چار اصل پر

اصل ۱ قانون کی ماہیت مین

اصل ۲ امن و آزادی کے توضیح مین

اصل ۳ انسانی قابلیت کی تشریح مین

اصل ۴ حقیت کی حفاظت مین

۸۔ فصل جنگ کے کلیات کی بیان مین مشتمل ایک فائدہ پر

فائدہ لڑائی کے اسباب کی شرح مین

۹۔ فصل ردیفی عسکر کی ضرورت کی بیان مین مشتمل ایک فائدہ پر

فائدہ قواعد جنگ و وسائل معاش کے تعلیم کے اشتراک کی خوبی مین

خاتمہ محبت کی فضائل کی بیان مین۔

پہلی فصل

نفس ناطقہ کی تکمیل کے بیان مین

تمام محسوسات[۱] آپسمین جسمی حیثیت سی مساوی ہین کوئی
ایکدوسری پر فضیلت نہین رکھتا کیونکہ جسم کی تعریف[۲]
سب پر صادق ہی اور جسم کی جنسی[۳] صورت تمام پر برابر
لاحق مگر انمین شرف وفضیلت کا سبب خاص اُنکی نوعی
قوی کا کمال ہوتا ہے چنانچہ حالت تانبے اور سونے کے
جماد مین کپاس اور کھجور کی نبات مین چیل اور باز کی
حیوان مین وحشی اور حکیم کی انسان مین مستند الیہ ہے جو کہ
انسان قوت نطق سی مخصوص اور غضبی وشہوی قوی امین

م[۱] اجسام

م[۲] انواع

م[۳] اشخاص

حیوان سی مشارک ثابت ہوا اس صورت مین انسان کے
نفس کا کمال قوت ناطقہ کی تکمیل ہے حتی کہ اشترا کی قوی اسکا
ایسا اتباع کرین کہ انمین مخالفت باقی نہ رہے وہ تینون
موافقت کی سبب سے ایک معلوم ہون ورنہ مطیع قوی اسکے
خودسری سی ایسی کشاکش واقع ہوگی کہ انسان دقت مین پڑیگا

دوسری فصل

نفس ناطقہ کی تکمیل کے غرض کے بیان مین

ہر ایک کام کی کرنے سے کوئے غرض مطلب مدنظر ہوتا ہے ورنہ
وہ فعل عبث ہی اس صورت مین انسان کی نفسانی تکمیل کے لیے بھی
کوئی غرض ہونی چاہیی اور اسکی غرض نفسانی قوی کا اعتدال
حاصل کرنا ہی واضح ہو اعتدال عدل سی اور عدل عدالت سی مشتق

ہی عدالت کا لفظ مساوات پر دلالت کرتا ہی مساوات کا
دریافت کرنا بغیر وحدت کی نسبت کے محال ہو وحدت شرف کا باعث
بلکہ موجودات کی ثبات و قوام کا موجب اور کثرت خساست کا
سبب بلکہ مخلوقات کی فساد و بطلان کا باعث ہی جیسا
کہ وحدت شرف و کمال کی اعلی مرتبہ سی مخصوص و ممتاز ہے
ویسا ہی جو کوئی وحدت سی نزدیک زیادہ ہی اُسکا وجود
بہی اشرف ہی اسی سبب سے نسبتون مین کوئی کامل تر نسبت
مساوات سی نہین چنانچہ علم موسیقی مین یہہ بات معین ہے
اور فضیلتون مین کوئی شریف تر فضیلت عدالت سے
نہین جیسا کہ علم اخلاق مین یہ امر مقرر ہی کیونکہ حقیقی وسط
عدالت ہی ماسوای عدالت کی نسبت اطراف عدالت کا

محصل و نتیجہ اعتدال کہ وحدت کا پرتوہ ہے جو قلت و نقصان
اور کثرت و فسادسی انسان کی قوی کو پاک کرکے انسانی کمال
(یعنے فضائل اربعہ) اور نفسانی حیات (یعنے علم عرفان) تک
پہنچادیتا ہی اعتدال خیر مطلق ہے اور اسکا علم انسان کے
نسبت خیر اضافی اسپر فائز ہونا انسان کی سعادت ہے

تیسرے فصل

تہذیب اخلاق کی بیان مین

تہذیب درستی کو اور خلق ملکہ کو کہتے ہین ملکہ ایک نفسانی
کیفیت ہی جسکی سبب آسان و بی تامل نفس سے افعال صادر ہوتے
ہین لاکن جو نفسانی کیفیت سریع الزوال ہی وہ حال
اور جو بطی الزوال ہی وہ ملکہ کہلاتی ہی ملکہ کے دو جو کا

سبب دو چیزین ہین ایک طبیعت دوسری عادت طبیعت
مزاجی کیفیت سی اور عادت کسبی کیفیت سی مراد ہی مزاجی
کیفیت کا حقیقی زوال ناممکن مگر عادت کی کثرت سی مبدل
بہ عادت بلکہ کالعدم اور عادتی کیفیت کا حصول عادت
کی تکمیل سی مزاجی کیفیت کی مانند ہو جاتا ہی اسی قاعدہ پر
مزاجی کیفیات کی اصلاح کی جاتی ہے نفسانی کیفیات کے
صلاح ہی تہذیب اخلاق ہی اور اخلاق کی ذاتی و عارضی
ہونی کی حقیقت یہ ہی کہ نفس انسانی کی ماہیت بسیط ہونی کے
سبب سے انسان کی کل افراد مین واحد پائی جاتی ہی اس بنا پر تمام
افراد کی نفسانی ملکات ایک ہونی چاہئین حالانکہ اسکے خلاف
معائنہ و مشاہدہ ہے پس نفس حقیقت مین ملکات سی معرا ہے

جیسے عوارضات اُسکو پیش آتے ہین ویسے ہی ملکات
نفس مین منطبع ہوتے ہین جو اخلاق بسبب داخل (یعنی
مزاج کے اعتدال کی بنا پر) عارض ہوتے ہین وہ مزاجی
اور جو باعث خارج (یعنے ارادہ یا اتفاقات کی وجہ
سے) لاحق ہوتے ہین وہ کسبی کہلاتے ہین۔

چوتھی فصل

فضائل اربعہ کی بیان مین

انسان مین تین متبائن قوی پائی جاتے ہین جنکے اعتبار
سے افعال و آثار باشتراک ارادہ مختلف پیدا ہوتے ہین
ایک قوت ناطقہ جسکو نفس انسانی کہتے ہین جو فکر و تمیز کا
مبدا اور حقائق اشیاء کے ادراک کا شائق ہے

دوسرے قوت دفع جسکو نفس سبعی کہتی ہین جو غضب و
دلیری کا مصدر اور بزرگی و افتخار کا طالب ہی تیسرے
قوت جذب جسکو نفس بہیمی کہتی ہین جو شہوت کا منبع اور لذات کا
خوستگار ہی ان قوی کے اعتدال سی فضائل حاصل ہوتے
ہین قوت نطق کے اعتدال سی حکمت کی فضیلت قوت
غضب کے اعتدال سی شجاعت کی فضیلت قوت شہوت
کے اعتدال سی عفت کی فضیلت تینون فضیلتون کے
اعتدالی اشتراک سی عدالت کی فضیلت حاصل ہوتی ہے
ہر ایک قوت کو اسکے حد و اندازہ پر اسکے موقع مین
نگاہ رکہنا انکا اعتدال ہے یعنی غضبی و شہوی قوتیں
جو اصل مین نفس ناطقہ کے خادم ہین اسکی مطیع کیجائین

نفس سبعی
نفس بہیمی

اور نفس ناطقہ کو اشیا کے حقائق سے ماہر فرمایئن
حکما نے قوے کے مثال مین یہہ لکھا ہے کہ ایک
آدمی قوی حیوان پر سوار شکاری درندہ ہمراہ لیکر
شکار کو گیا اگر حیوانات اسکے مطیع ہین تو انسان
فائز المرام ہوگا ورنہ حیوانات کے خودسری انواع انواع
تکالیف کا باعث بلکہ ہلاکت مقاصد کے محرومی کا سبب ہونگے

دوسرا عنوان

انسان کے نفس مین دو قوتین پائے جاتے ہین ایک
ادراک بالذات دوسرے تحریک باالآلات
ان دونون قوتون کے دو دو شاخین ہین قوت
ادراک کی قوت نظری و قوت عملے اور قوت

تحریک کی قوت دفع و قوت جذب اس اعتبار
سے چار قوتین ہوئین جب ان مین سے ہر ایک کا
تصرف اپنی مقامات مین اعتدال کے طور پر جیسا کہ
چاہیے اور جسقدر کہ لایق ہے بلا افراط و تفریط
ہوگا تب ایک ایک فضیلت پیدا ہو جاویگی پس
فضائل بہی چار ہوئے ایک قوت نظری کی تہذیب
سے وہ حکمت ہی دوسرے قوت عملی کے تہذیب
سے وہ عدالت ہی تیسرے قوت دفع کی تہذیب سے
وہ شجاعت ہے چوتہے قوت جذب کی تہذیب سی
وہ عفت ہی علم اخلاق مین یہے چار فضائل ہین
انسے انسان کے نفس کی تکمیل ہوتے ہے۔

فائدہ

حکمت و عدالت کی غرض سی نفس ناطقہ اور نفس بہیمی کی تنبیہ و تادیب کی ضرورت سی نفس سبعی اور بقای نوع و حفظ بدن کی حاجت سی نفس بہیمی انسان کو عطا ہوئے ہین —

پانچوین فصل

فضائل اربعہ کی تحتانی انواع کی بیانمین

فضائل اربعہ کی ہر ایک جنس کے تحت مین انواع کثرت سی ہین لاکن اس مقام مین ہر ایک جنس کے صرف معروف انواع لکھے جائینگے و ضح ہو حکمت کی تحت مین پانچ متعارف انواع ہین منجملہ اُنکے ایک صفائی ذہن یعنے وہ ملکہ ہے جس سی نفس بی تشویش لازم سی ملزوم کی

طرف پہنچتا ہے دوسرے ذکا یہہ وہ ملکہ ہے جس سے
نفس جلد و آسان نتیجہ نکالتا ہے تیسرے سہولت تعلم
یہہ وہ ملکہ ہے جس سی نفس باطل اندیشون کی بغیر مطلوب
کی طرف کامل توجہ کرتا ہے چوتھے حسن تعقل یہہ وہ ملکہ ہے
جس سی نفس بحث و تحقیق مین اُسکا حد و اندازہ ملحوظ
رکہتا ہے پانچوین تحفظ یہہ وہ ملکہ ہے جس سی نفس
صور منطبع کی حفاظت کرتا ہے عدالت کی تحت مین
سات مشہور انواع ہین منجملہ اُنکے ایک صداقت یہہ وہ
ملکہ ہے جس سی نفس دوستون کو راحت پہنچاتا ہی دوسرے وفا
یہہ وہ ملکہ ہے جس سی نفس انحراف کی بغیر مواسات کا
التزام کرتا ہے تیسرے مکافات یہہ وہ ملکہ ہی جس سے

نفس انصاف سی کیفر کردار دیتا ہے چوتھے حسن قضا یہہ وہ ملکہ ہے جس سی نفس احسان و ندامت کے بغیر حقوق ادا کرتا ہے پانچوین تسلیم یہہ وہ ملکہ ہے جس سے نفس ناگوار و لاعلاج امور پر بدمزگی کے بغیر رضی رہتا ہے چھٹے توکل یہہ وہ ملکہ ہے جس سی نفس بی قبضہ امور مین خدا پر بھروسا کرتا ہے ساتوین عبادت یہہ وہ ملکہ ہے جس سی نفس خدا اور اسکے مقربان بارگاہ کے بدل تعظیم کرتا ہے شجاعت کے تحت مین آٹھہ معروف انواع ہین منجملہ اونکے ایک حلم یہہ وہ ملکہ ہے جس سی نفس اپنی خلاف پر بموقع افروختہ نہین ہوتا دوسرے کبر یہہ وہ ملکہ ہے جس سی نفس فضائل کے استحصال مین ملائم و ناملائم کا اندیشہ نہین کرتا تیسرے

بلند ہمتی یہہ وہ ملکہ ہے جس سی نفس ذکر جمیل کے طلب مین
لذات فانیہ کی طرف ملتفت نہین ہوتا چوتھے ثبات یہہ وہ
ملکہ ہے جس سی نفس حسنات کی اکتساب مین تکلیف پہ
تحمل کرتا ہے پانچوین شہامت یہ وہ ملکہ ہے جس سے
نفس نیک کامون کا حریص ہوتا ہے چھٹے تواضع یہہ وہ
ملکہ ہے جس سی نفس اپنی سے کم مرتبہ پہ ترجیح نہین کرتا
ساتوین حمیت یہ وہ ملکہ ہے جس سی نفس احترام وسلام
کے حفاظت کرتا ہے آٹھوین رقت یہ وہ ملکہ ہی جس سے
نفس اضطراب و تشویش کے بغیر اور ون کے درد سے
مؤثر ہوتا ہے عفت کے تحت مین نو مشہور انواع
ہین منجملہ اُنکے ایک حیا یہہ وہ ملکہ ہے

جس سی نفس قبیح امور کے ارتکاب سی خوف کرتا ہے
دوسرے حسن ہدیٰ یہہ وہ ملکہ ہے جس سی نفس تحصیل کمال کے
رغبت کی واسطے پسندیدہ حیلے کرتا ہے تیسری مسالمت
یہہ وہ ملکہ ہے جس سی نفس تنازعات مین نیک رای
دیتا ہی چوتھے قناعت یہ وہ ملکہ ہے جس سی نفس اشیاء
موجودہ سی راضی رہتا ہے پانچوین صبر یہہ وہ ملکہ ہے
جس سی نفس رذایل کی اجتناب مین اپنی احتیاج
یا اشتعال کا ضبط کرتا ہے چھٹے وقار یہہ وہ ملکہ ہے
جس سی نفس مقاصد کی طلب مین بیجا جلدی نہین کرتا
ساتوین ورع یہہ وہ ملکہ ہے جس سے نفس بلا فتور نیک
افعال اپنی پر لازم کرتا ہی آٹھوین حریت یہہ وہ ملکہ ہے

جس سی نفس نیک وجہ سی مال حاصل کرتا ہے تو یہن سخا

یہہ وہ ملکہ ہے جس سی نفس آسانی سی بذل کرتا ہے

لاکن سخا ایک ایسی نوع ہی جسکی تحت مین بہت انواع ہین

اُنمین سی بعض کی تفصیل یہان لکھی جاتی ہی منجملہ اُنکی ایک

مروت یہہ وہ ملکہ ہی جس سی نفس اورون پر احسان کرتا ہے

دوسرے کرم یہہ وہ ملکہ ہے جس سی نفس سبکو نفع پہنچاتا ہے

تیسرے مواسات یہہ وہ ملکہ ہے جس سی نفس مستحقین کو نعمات

مین شریک کرتا ہے چوتھے عفو یہہ وہ ملکہ ہے جس سے

نفس باوجود انتقام کی قدرت کی معاف کردیتا ہے

فائدہ

جو کہ بعض ملکات کا ذکر بیان ماسبق مین آگیا ہی اسواسطے

مختصر حقیقت نفسانی ملکات کے انقسام کے بہی تحریر
کیجاتی ہی واضح ہو نفسانی ملکات تین قسم پر منقسم ہین
ایک وہ کہ جو سب حالتونمین ستودہ ہوتی ہین (مثلاً حیا وغیرہ)
انکو ملکات ممدوحہ کہتی ہین دوسری وہ کہ جو بعض حالتون
مین ستودہ اور بعض مین ناستودہ ہوتی ہین (مثلاً تکبر
وغیرہ) انکو ملکات مشترکہ کہتی ہین تیسرے وہ کہ جو تمام حالتون
مین ناستودہ ہوتی ہین (مثلاً عجب وغیرہ) انکو ملکات مذمومہ
کہتے ہین باقی انکی توضیح وتعین رائے صائب پر محول ہے
کیونکہ اس سے زیادہ اس مختصر مین گنجایش نہین

چھٹی فصل

رذائل ہشتگانہ کی بیانمین

چونکہ فضائل چار جنس مین محصور ہین اسواسطے رذائل
جو انکی ضد ہین وہ بھی بادی النظر چار جنس مین محدود
ہوسکتے ہین حکمت کی ضد جہل عدالت کی ضد جور
شجاعت کی ضد جبن عفت کی ضد حرص مگر ہر ایک
فضیلت کے واسطے حد واندازہ ہے اُس سی گھٹنا
اور بڑہنا یا اُسکے قید وشرط کا فروگذاشت کرنا فضیلت
سے رذیلت کر دیتا ہے اِس صورت مین فضیلت
ایک وسط ہی اور اطراف (یعنی کمی وبیشی) رذیلت
پس ہر فضیلت کی تحت مین دو رذیلتین ہوئین
تو سب آٹھہ رذیلتین ہین حکمت کی مقابلہ مین سفہ
وبلہہ اور عدالت کی ظلم وانظلام اور شجاعت کے

تہور وجبن اور عفت کی شرہ وخمود شہوت سفہ
زیادتی کی طرف ہی یعنی بے موقع حد سے زیادہ فکر
کرنا بلہ کمی کی طرف ہے یعنے بے استعمالی سے فکر کا
معطل کرنا ظلم زیادتی کے طرف ہی یعنے حق سی
تجاوز کرنا انظلام کمی کیطرف ہی یعنی ذلت وجبر
سے مظلوم ہونا تہور زیادتی کی طرف ہے یعنی بضرورت
تہلکہ مین پڑنا جبن کمے کے طرف ہے یعنی حد
سے زیادہ ڈرنا شرہ زیادتے کے طرف ہی
یعنے حد سے زیادہ لذات کی حرص کرنا خمود شہوت
کمے کے طرف ہے یعنے ضرور سے لذات کا ترک کرنا

ساتوین فصل

فضائل کے مشابہات کی بیان مین

فضائل اربعہ پر انسان کا فائز ہونا اُسکے سعادت ہے
مگر جبکہ فضائل اپنی اصلے مقاصد سی منحرف و متغائر
ہوتے ہین تو وہ بہ مشابہات ہو جاتی ہین جیسا کہ
حکمت کی غایت نفس کی تکمیل و یقین کے مضبوطے
ہے اگر اسکے جگہہ امتیاز و اختصاص کے خیال سے
محض اقوال کا ناقل اور صرف مسائل کا قائل ہو
تو وہ بہ فضیلت سی مشابہات مین داخل ہو جاتے
ہے جاہلون کا یہہ شیوہ ہے عدالت کی غایت
نفسانی احوال و انسانی اعمال کا اعتدال حاصل
کرنا ہے اگر اسکے جگہہ تمتع و تحکم کے غرض سے

مطلق اعمال کی تقلید اور محض افعال کی نقل ہو تو
وہ ہی فضیلت سی مشابہات مین داخل ہو جاتی ہے
ریا کارون کا یہہ شیوہ ہے شجاعت کی غایت
حق کے اشاعت یا رذائل کی اجتناب مین شدائد کا
اختیار کرنا ہے اگر اُسکے جگہہ غلبہ و انتفاع کے
طمع سے صرف تہلکہ کا اقدام اور محض مصائب کا
ارتکاب ہو تو وہ ہی فضیلت سی مشابہات مین
داخل ہو جاتی ہے ظالمون کا یہہ شیوہ ہی عفت کے
غایت نفسانی شہوات کی اشتعال مین اُنکے حد
و اندازہ کا نگاہ رکھنا ہے اگر اسکے جگہہ کرامت
شہرت کی لیئے مطلق شہوات کا ابطلان اور محض

ریاکارون
ظالمانہ
افعال کرنا
بیشرم و بی اراده
ابطلان

لذات کا فقدان ہو تو وہ ہے فضیلت سے مشابہات
مین داخل ہو جاتے ہے زیان کارون کا یہہ شیوہ
ہے سخاوت کے غایت ضرورت و مروت مین
حاجت کی موافق آسانی سی مال کا خرچ کرنا ہے اگر
اُسکے جگہہ عزت و اظہار کے واسطے صرف و زرخرچی اور
محض اسراف ہو تو وہ ہی فضیلت سی مشابہات
مین داخل ہو جاتے ہے احمقون کا یہہ طریقہ ہے

اٹھوین فصل

نفسانی صحت کی حفاظت کے بیان مین

صحت کا مفہوم مزاج کا اعتدال اور علت کا معلوم مزاج
کے اعتدال کا انحراف ہی اس بنا پر علت کا وجود

صحت سی پایا گیا چنانچہ کسے مادرزاد مخبوط الحواس کو
علیل نہین جانتے بلکہ ناقص الخلقت مانتے ہین اسکے
دلیل اُسکے لا علاج ہے کیونکہ علاج کا یہہ مسلمہ قاعدہ
ہے کہ ناقص علاج کے ذریعہ سے کامل نہین
ہوسکتا مگر علیل کا علاج کے سبب سے صحیح ہونا
ممکن جبکہ یہہ ثابت ہوگیا کہ علت سے صحت کو
تقدم ہے تو اول صحت کی حفاظت چاہیئے اسکی
پہلی شرط یہہ ہے کہ مضرات کی اسباب سے
مجتنب ہو یعنی بدصحبت مثلاً جاہلون کاہلون احمقون
وغیرہ کی ہمنشینی سے بچے کیونکہ الصحبۃ مؤثرۃ
دوسرے شرط یہہ ہے کہ حسنات کی موجبات کو

مائل ہو یعنے نیک صحبت مثلاً عالمون عاقلون فاضلون
حکیمون وغیرہ کے ہمنشینے حاصل کرے کیونکہ صحبت
اثر کرنے والے ہے تیسرے شرط یہہ ہے کہ اوقات کا
انضباط فرمائے کیونکہ انتظام کے بغیر کسے شئے کا
انصرام نہین ہوسکتا چوتھے شرط یہہ ہی کہ سچے
دوست کی والنت سی اپنے عیب کی اور سچے
دشمن کی سمجھہ سی اپنی صواب کی تحقیق عمل مین لائے
کیونکہ عیب و صواب کی تحقیق انہین مقامات سے
خوب ہوتی ہے پانچوین شرط یہہ ہی کہ نفسانی محاسبہ
روزانہ کرتا رہے کیونکہ حساب کی بغیر فرائض کامل ادا
نہین ہوسکتے چھٹے شرط یہہ ہے کہ نفسانی شہوات

کے اشتغال کے اسباب سی احتیاط رکھے کیونکہ
برانگیختگی کے وقت طبعی مقدار اُنکے تسکین کو کافی
ہوجائے ورنہ خدمت خسیس نفس نفیس کو پیش
آئیگی یہہ رکاکت ہے کہ اشراف ارذل
کے خدمت کرے کسواسطے شریف کا فعل بنظر
اول اپنے ذات مین نیک ہونے کے سبب سے
اور بنظر ثانی غیر کو نفع پہنچانے کے باعث سی
ہوتا ہے اور رذیل کا عمل بنظر اول خدمت کرنیکے
باعث سی اور بنظر ثانی آپ نفع اوٹھانیکے سبب سے پایا جاتا ہے

فائدہ

مضرات کی موجبات کی چار نوع ہین ایک شہوت سے ذلت

اُسکے تابع ہی دوسری شرارت جو اُسکے تابع ہی تیسرے خطا حزن اُسکی تابع ہے چوتھی شقا حسرت اُسکے تابع ہے

نوین فصل

نفسانی امراض اور اُنکی معالجہ کی بیان

نفسانی کل امراض اُسکی قویٰ کے انحراف سی پیدا ہوتے ہین اور انحراف کی اسباب ہر ایک نفسانی قوت کے تین ہین ایک افراط جو اُس قوت کا اپنی مقدار سے زیادہ ہو جانا ہے دوسرے تفریط جو اُس قوت کا اپنی مقدار سی کم ہو جانا ہے تیسرے ردائت جو اُس قوت کا اپنے کیفیت سی خراب ہو جانا ہے پس معالجہ کی غرض سے اس فصل مین چند مشہور

نفسانی امراض درج کیے گئے ہیں تاکہ اسی قیاس پر باقی امراض کا بھی علاج کیا جائے۔

امراض

حیرت اشیاء کی تحقیق میں مختلف دلائل کے پیدا ہونے سے ذہن کی بے موقع یا بےجا پریشانی ہے اس مرض کا سبب قوت تمیز کی زیادتی اور جہل کی وجہ سے اُسکا عجز ہے

جہل بسیط اشیاء کی تحقیق میں بےعلمی سے ذہن کی بے موقع یا بےجا سادگی ہے اس مرض کا سبب قوت تمیز کی کمی اور جہل کے وجہ سے اُسکا قصور ہے۔

جہل مرکب اشیاء کی تحقیق میں خودپسندی سے نادانی پر دانائی کا بے موقع یا بےجا یقین ہے اس مرض کا سبب قوت

تمیز کے خرابی اور جہل کی وجہ سے اسکا نقصان ہے

فائدہ

چونکہ قوت تمیز کا فعل نظری وعملی طریقہ سے ہوتا ہے
نظری طریقہ کا فعل حکمت ہی اور عملے طریقہ کا فعل
عدالت پس رذات کے سبب سے قوت کے
دونون طریقہ باطل ہو جاتے ہین نظرے
کے بطلان سے جہل اور عملے کے بطلان سے
خود پسندی عارض ہوتے ہے ۔

غضب طبیعت کی خلاف پر تفاخر (مثلاً عجب وغیرہ)
سے نفس کے بیحد یا بیجا شورش ہے اس مرض کا سبب قوت
دفع کی زیادتی اور جہل کی وجہ سے اسکا عجز ہے

جبن اپنی حفاظت مین بزدلی (مثلاً بی ثباتی وغیرہ)
سے نفس کا بیموقع یا بیجد سکون ہے اس مرض کا سبب
قوت دفع کی کمی اور جہل کے وجہ سی اُسکا قصور ہے

خوف حوادث کی اندیشہ مین اپنی لاچاری (مثلاً موت
وغیرہ) سی نفس کا بیموقع یا بیجد گھبرانا ہی اس مرض کا
سبب قوت دفع کی خرابی اور جہل کی وجہ سی اُسکا نقصان ہے،

فائدہ

واضح ہو نفس کا اپنے تحریک پر مقتدر[1] ومختار[2] ہونا
حیات کی غایت ہی اسیطرح نفس کا اپنی تحریک
کے عجز کے تکلیفات سی نجات پانا موت کے
مصلحت ہی اس صورت مین حیات وموت

[1] قدرت والا
[2] اختیار والا

دونون اپنے اپنے محل و موقع پر نہایت مناسب وضروری ہین چنانچہ اگر موت ہوتی تو لاعلاج وبجہ درد وغم سے کبھی نجات نہ ملتے اس بناپر موت سے خوف نازیبا ہے کیون کہ موت اپنے موقع پر اُن رسوائے وعذاب (مثلاً رذالت انظلام و دردبے درمان وغیرہ) سے رہائی بخشتے ہے جنکے مقابلہ مین مرگ زندگے پر فائق ہوتے ہے الحاصل امراض کے مداوا اور مصائب کے مدافع مین موت سے ہرگز نہ ڈرے لاکن بے ضرورت تہلکہ کا اقدام بہے ناروا ہے کیون کہ

سبب بے وجہ لغات سے رو گردانی حمق ہے

کثرت شہوت لذات کے طلب مین طمع بیجا سے نفس کی بیموقع یا بیجا خواہش ہے اس مرض کا سبب قوت جذب کی زیادتی اور جہل کی وجہ سی اُسکا عجز ہے

بطالت ضروریات کے رفع مین خام خیالی نفس کا بیموقع یا بیجا اجتناب ہی اس مرض کا سبب قوت جذب کی کمی اور جہل کی وجہ سی اُسکا قصور ہے

حزن مطلوب کی یاد مین اُسکی فقدان سی نفس کی بیموقع یا بیجا کاہش ہے اس مرض کا سبب قوت جذب کی خرابی اور جہل کے وجہ سے اُسکا نقصان ہے

فائدہ

دنیا کی اشیا گزشتنی و گزاشتنی ہین اُنسے دلبستگی
نچاہیئے بلکہ ضرورتاً اختیار کرے محفل کا عطردان
اسکی مثال ہے کہ نوبت بہ نوبت ایک سے دوسرے
تک پہنچتا ہے مگر اکثر حزن کا مرض توجہ کے بغیر
بہی جاتا رہتا ہے الاحسد کے اندوہ سی خدا محفوظ
رکہے کسواسطے اسکا صاحب جہان کے نعمات
اپنا حصہ کچھ ہونے سے سمجھتا ہے اوروں کو اُنسے
بہرہ ور دیکہکر رقیبانہ جلتا ہے پہر کیونکر
ہوسکتا ہے کہ ایک شخص کو تمام نعمات میسر آئین
اور سب محروم رہین بالفرض اگر حاصل بہی ہون
تو اُسکا اُنسے متمتع ہونا کب ممکن ہے -

حسد حرص بیجا و غضب فاسد سے
مرکب ہی اسکا سبب قوت جذب کے
ردأت اور قوت تمیز کے تفریط ہے۔

معالجہ

نفسانی قوا کے انحراف کی تعدیل سے
امراض کا معالجہ کرین یعنے قوا کی انحراف
کے اسباب منقطع کیئے جائین اور کبھی نفسانی
امراض جسمانی امراض کے باعث سے
بھی پیش آتے ہین ان کا علاج سبب
سبب کا انقطاع ہے یعنے جسمانی
امراض کا علاج کرنا ۔ فقط

پہلی فصل

تدبیر منزل اور اُسکی ضرورت کے بیان مین

واضح ہو تمام حیوانات لباس و آلات سے قدرتی آراستہ
و پیراستہ پیدا ہوتے ہین اُنکے غذا اصل طبیعت مین
ساختہ و پرداختہ اُنکے مواطن مین ہر وقت مہیا
پائی جاتی ہے چنانچہ اُنکے توجہ اُسکے محض طلب مین
منحصر رہتی ہے تاکہ نفسانی حوائج سے تسکین ہووے
اسکے خلاف انسان لباس و آلات سے معرا ہوتا ہے
اُسکے تمام حاجات تدبیر و دستکاری کے بغیر
(مثلاً بونے کاٹنے بننے گوندہنے پکانے وغیرہ کے)

رفع نہین ہو سکتے ان جملہ مراتب کی درستی اوقات کے
صرف و آلات کی استعمال و مددگارون کی مدد کے
بدون نا ممکن اس وجہ سے تمام حوائج روزمرہ کا
روزانہ انصرام محال لا محالہ مادہ معیشت کے ذخیرہ
کرنے کے احتیاج پڑے اسطرح سے کہ خارجی اسباب
اسکو جلدی سے خراب نکرین یہہ ہی ضرورت
منزل ہے اور تدبیر منزل خاص اُس تالیف
و ترتیب نسبت کی محافظت یا تحصیل ہے جو مرد
و عورت والدین و اولاد خادم و مخدوم مال و
مالدارین باہم ہوتے ہے اس شرط سے کہ ہر ایک
شخص کی حال کی تدبیر و پیروی کی جائے

ایسے طریقہ پر کہ جسمین تالیف و محبت کی صورت پیدا

ہوجائی کیونکہ گہر کے آدمیون کے لیئے جدا جدا اعتدال

و افعال ہین جنکے سبب سے اُنمین افتراق و امتیاز

کیا جاتا ہے اور اُن سبکے شرکت و معاونت سے وہ

مجموعی ہیئت جسپر گہر کے معنی کا اطلاق ہوسکے مہیا

ہوتے ہے اسواسطے گہر کا مدبر گہر کے آدمیون کے

احوال پر مطلع رہنا چاہیئے تا کہ اُس جماعت کو اُس

کمال پر جو گہر کے انتظام کا موجب ہو فائز کردے

دوسرے فصل

مال کی حفاظت کی بیانمین

جاننا چاہیئے جن ہشیار کا انسان طبعی محتاج ہے

کاہنا دار

مختلف و جدا

اُنکا بدلہ روپیہ سی ہوتا ہے اسواسطے عقلاً روپیہ کے
حفاظت انسان کو لابُد ہوئی اُسکے حفاظت چورون
سے ممکن ہی لیکن خرچ سی ناممکن کیونکہ خرچ کی ضرورت
سی وہ مطلوب ہی اس صورت مین روپیہ کی حفاظت انتظام
خرچ و مکان محفوظ و آمدنی کافی پر منحصر ہو سکتی ہے

تیسری فصل

خرچ کے انتظام کے بیان مین

واضح ہو ہر ایک شخص کو خرچ کے بند و بست کے ضرورت
ہے کیونکہ جب تک خرچ کا انتظام نہو گا تب تک
کسیقدر آمدنی ہو کافی نہو گے اس وجہ سی لازم ہے کہ
انسان اپنے آمدنی کے چار حصے کرے دو حصے معینہ

حاجات مین بخوشی اوٹھائی تیسرا حصہ اتفاقی قضیہ
کے انصرام کے واسطے رکھے چوتھا حصہ اُس وقت کی لیے
کہ جسمین کسی سبب سے آمدنی باقی نرہے مقرر فرمائی
لاکن اندوختے کو بیکار نچھوڑے بلکہ اُس سی ہمیشہ
ارزانی کے وقت ذخیرہ بہم پہنچالے اور بگڑی
ہوئی ہر شے خوش اسلوبی سی کام مین لائے

فائدہ

کل اخراجات مین کفایت کا خیال کرنا چاہیئے اس
شرط سے کہ اصل شئی خراب و بد اسلوب نہو جائے
اور تمام حاجات مین ضرورے حاجت و واجبی
مقدار کا لحاظ رکھنا چاہیئے اس شرط سے کہ

تنگی و قلت ہونے پائے مگر استعمالی اشیار کی خریدنے
یا بنوانے مین اُنکی خوبی و مضبوطی کے لیئے اور
خرچون سے نسبت صرفِ کثیر وسعی بلیغ کرنی چاہیے
کسواسطے ایسے مصارف کی مالیت و نشان دیر تک قائم
رہتا ہی اور دوسرون کا بہی اس سی متمتع ہونا ممکن

چوتھی فصل

سکونت کی مکانکے بیانین

بود و باش اور اپنے کامون کے کرنیکے واسطے
مکان ہرایک کو مطلوب ہوتا ہے اس ضرورت سے
اشرافون کی آبادی مین دلچسپ پختہ حاجت کی
موافق بلا اشرکت غیر مکان لیوے اور ہر وقت

وہ ہر حالت مین اُسکے نگاہبانے و پاسبانی کرے
کیونکہ سب سے مقدم مال کے حفاظت ہے
لاکن تمام اشیا ر فصل سے فصل تک کے خرچ
کے ذخیرہ کے طور پر اپنے مکان مین ہمیشہ
مہیا رکھے تا کہ قحط و قلت کی وقت دقّت نہووے

پانچوین فصل

آمدنی کی طریقوںن کے بیانمین

جاننا چاہیئے خرچ کے جارے رکھنے کے واسطے
آمدنی کا ہونا شرط ہے کیونکہ اُسکے لیئے آمدنے
بغیر جمع کافی نہین ہوسکتے اس وجہ سی ہر ایک کو
آمدنے کے حاصل کرنے کے ضرورت ہی ہیں

واضح ہو تمام آمدنیاں چار طریقہ پر منحصر ہین ایک
قدرتی ذریعہ دوسرے خرچ بار آور تیسرے
محنت چوتھے سرمایہ قدرتی ذریعہ سی مراد بن
اور ڈانگ وغیرہ کے آمدنی ہے جو تردد کے بغیر
آوے خرچ بار آور سے مراد سود اور رہٹے وغیرہ
کے آمدنی ہے جو روپیہ کے وجہ سے حاصل ہووے
محنت سی مراد مزدورے اور نوکرے وغیرہ کے
آمدنی ہے جو مشقت کرنے سے میسر ہووے سرمایہ
سے مراد تجارت اور ٹھیکہ وغیرہ کے آمدنی ہے
جو مال کے صرف سے وصول ہووی لیکن سرمایہ
دو قسم ہے ایک سرمایہ قایم یعنے جسکا نفع اصل

شئے کے بے انتقال کیئے دستیاب ہوتا ہے مثلاً کرایہ
وغیرہ دوسرے سرمایۂ دائر جسکا نفع جنس مبیعہ کے
بیع سے ہاتھ آتا ہے مثلاً مال کا منافع وغیرہ

فائدہ

تمام پیشے چار قسم پر منقسم ہین پہلے قسم مین شریف پیشے
ہین جو نفسانی ریاضت سے متعلق ہین مثلاً وزارت
نظامت طبابت وغیرہ دوسری قسم مین متوسط
پیشے ہین جو جسمانی مشقت سی متعلق ہین مثلاً
تجارت مساحت کتابت سپاہگری وغیرہ تیسری قسم
مین مکروہ پیشے ہین جو عقل کے خفت سی متعلق ہین
مثلاً حمالی دباغی موتراشی وغیرہ چوتھی قسم مین ممنوعہ

پیشی ہین جو بیرونی و بی عزتی سے متعلق ہین مثلاً
سودخوری نقالی قرمساقی دیوسی وغیرہ اور یہہ
چارون قسمین پھر چار اعتبار سے منسوب ہین پہلے
اعتبار مین ضروری پیشی ہین جنکے بغیر بسر اوقات
ناممکن ہی مثلاً زراعت وغیرہ دوسرے اعتبار مین
غیر ضروری پیشے ہین جنکے بدون بسر کرد ممکن ہے
مثلاً رنگریزی وغیرہ تیسری اعتبار مین مفرد پیشی ہین
جو اپنی ذات مین دوسرے پیشے کے محتاج نہین مثلاً
آہنگری وغیرہ چوتھے اعتبار مین مرکب پیشی ہین جو
دوسرے کے محتاج ہین مثلاً آئینہ سازی وغیرہ

اشتباہ

مرد کو روزی کی فراخی سے زیادہ کوئی زینت
نہین حتی المقدور اُسکے لیئے تدبیر و پیروی کرے
اگر کامیابی ظہور مین نہ آئے تو دلتنگ نہو بلکہ فکر
و صلاح کے ساتھ فعل کے تکرار عمل مین لائے

چھٹی فصل

ازدواج کی ضرورت کی بیان مین

جان و مال کی حفاظت و بقائے نسل کی ضرورت کے
لیئے انسان کو چند در چند امور کا انصرام کرنا لازم ہوتا ہے
انکا تنہا انجام دینا محال لامحالہ شریک و مددگار کی حاجت
ہوتی ہی چنانچہ قدرت کاملہ و حکمت بالغہ نے اُسی زوج
زوج بنایا ایک کو دوسری کا محتاج کیا تاکہ مصلحت و ضرورت

کے تقاضے سے ہر فرد زوج اختیار کرے اور وہ دونون

شریک حال و معاون ہون اسواسطے ہر زن و مرد کو عقلاً و

نقلاً کدخدائی لابدہی اور تجرد ممنوع لاکن ازدواج مین

مسرف مغرور تند خو بدکار بی ہنر زشت رو افراد سی بچے

ہم سنی ہم مزاجی ہم چلنی ہمپایگی وغیرہ ملحوظ رکہے ورنہ

ناموافقت و سوی مزاجی کہ ام التکلیفات ہی پیش آئیگے

فائدہ

خانگی امورات مین میان و بی بی باہم نائب و منیب کی نسبت

رکہتی ہین اس نسبت کا مساوی ملحوظ و قائم رکہنا

طرفین کو چاہیے یعنے اپنے بی بی کے کفالت و عزت

و مروت کرنی مرد کو لازم ہے اور اپنے میان کے

شادی ۱۲

ان نکاح

۱۲

وحشت و محبت رکھنے عورت پر واجب ہے

انتباہ

نااتفاقی کے صورت مین رسوائی وخرابی کے
اندیشہ سے تحمل و صلاح کے واسطے طرفین کو حتی المقدور
توجہ وسعی کرنے چاہیے لیکن لاعلاجی و بے احتمالی
کے حالت مین تلخی حیات و تضییع اوقات ہرگز
روا نرکھین بلکہ افتراق[1] و احتراز[2] کرین ورنہ
جان کی تلف[3] و حرمت کی خلل کا موقع پیش آئیگا

ساتوین فصل

اولاد کے پرورش اور اسکی تعلیم کے بیانمین

جو کہ ازدواج[4] کے بعد اولاد کا وجود اکثر یہی اسواسطے

[1] جدا ہونا
[2] پرہیز
[3] برباد
[4] نکاح

اولاد کی پرورش کا بیان ہی تدبیر منزل مین لکھنا
واجب ہوا واضح ہو اولاد کے پرورش والدین پہ
فرض ہی اُسکے تین حق ہوتے ہین ایک یہہ کہ مولو
کے تدبیر طب کے قاعدہ پر کرین دوسرے
یہہ کہ اولاد کا نام نیک کہین تیسرے یہہ کہ
اُسکے تعلیم و تربیت شایستہ طریقہ سے
انجام دین اسکے واسطے اوقات کا انضباط شرط ہے

انضباط اوقات

ایک گھنٹہ رات سی بچّون کو اوٹھائین بول و براز سے
فرغت کی بعد نہلائین خدا کے عبادت کرائین
آفتاب کی طلوع ہونے سے پہلے ہوا خورے کو

جنگل مین پیادہ پالیجائین آفتاب نکلے سوار ہی پر
واپس لائین تاکہ چہل قدمے ریاضت بدنے
ہواخوری سی فراغت ایک ہی وقت اور ایک ہی
حرکت مین ہوجائے گہر پہنچکر ناشتہ کہانے کو دین بعد
پڑہنے کو بہیجین دوپہر کا کہانا مکتب مین کہلائین
سہ پہر کو چہٹے کے بعد ضروریات (یعنے پیشاب
پیخانے موہنہ ہاتہہ دہونے) سے فارغ کراکر
وہ کہیل جو لہو ولعب سی بری اور حکمت کی قاعدہ
پر مبنی ہون اُن ہم سنون سے جو طبیعت مہذب و دانائے
نیک ہون کہیلنے دین شام کو پڑہا ہوا یاد کرائین
آگے کا مطالعہ دکہائین کہانا کہلائین اُسکے

بعد سولائین لیکن بری صحبتون بدخصلتون خراب
کھیلون بیکاری سے بچون کو بہت بچائین حتی کہ
ان کا علم بہی بچون کو نہونے پائے کیونکہ اَلْاِنْسَانُ
حَرِیْصٌ عَلٰی مَا مُنِعَ اسواسطے حد وقوف و بلوغ
عقل تک خرابیون اور برائیون سے وہ محض بیخبر
رکہے جائین شعور کے وقت کل رذیلتون و
بدخصلتون کے نتیجے اُنہین سمجہا دیئے جائین کہ
وہ اُس سے خود خائف[1] و مجتنب[2] ہون۔

فائدہ

تعطیل کے ایام و فرصت کے زمانہ مین تعلیم کے وقت
لڑکون کو سپاہگری کے فنون مثلاً نشانہ اندازی

وشناوری وغیرہ سکہائین انکی تحصیل وتکمیل کے بعد
اُن ایام مین بحری و بری سفر شکار کے نام سی محنت کی
عادت کی واسطے اور دیار و امصار کی سیاحی سیر کی نام
سے تحقیق حکمت کی لیئی کرائین لڑکیون کو اُنکے مناسب
اِن اوقات مین کام بتائین الحاصل بچون کی اوقات کا
ایک دم ضایع ہونے دین تاکہ وہ بیکاری سی دلی بیزار
وطبعے نافرا ور اعلے مراتب کی شائق و عادی ہون

تربیت

جو کہ انسان تنہا اپنی لوازم کے انجام دہی مین عاجز و قاصر
ہے لہذا مدنی الطبع ہے تاکہ وہ اُن نعمات و کرامات
خیرات و حسنات کو جنہین خود اکتساب نہین کرسکتا

آپکے معاونت و مشارکت سے حاصل کر کے اصلی خوشی
اور حقیقی لذت اوٹھاے مگر اسکے اشخاص انواع حیثیات سے
مختلف المراتب (یعنے حاکم و محکوم امیر و غریب عالم و
جاہل شریف و رذیل بزرگ و خورد یگانہ و بیگانہ دوست
و دشمن) ہوتے ہین اِسصورت مین اگر انکے حفظ مراتب
مین قصور رہتا ہے تو بجاے معاون و متمتع کے مردود
و خاسر ہوتا ہے بنا بران اس جگہہ ایسے داب جنکا عملدرآمد
ذاتی لیاقت کی واسطے کافی ہو تحریر کیجاتی ہین کیونکہ
اور ونکے طرز معاشرت اپنی ہی ادب و تہذیب کا نتیجہ
ہے جیسے اگر کوئی شخص کسیکے ناروا کسر شان کرے تو
فاضل کی فضیلت مین کچہہ فرق نہین آتا بلکہ کاسر سے

نالایق ٹھہرتا ہے چنانچہ جو وضع اپنی موضوع لہ سی خلاف
ہوتی ہی تو اُسی ناموضوع کہتے ہین لاکن حکام کی دوات
چونکہ زیادہ تر مثمر اور بیشتر باخطر ہے اسلیئے ایک
خاص داب اُنکے حاضر باشی کا بہی لکہا جائیگا

داب حرکت و سکون

رفتار مین متانت سادگی خاموشی میانہ روی چاہئیے
اسیطرح بیٹھنے مین جگہہ اور طرح کا لحاظ ضرور ہے
تاکہ اپنا اور اورون کا حفظ مراتب رہی مگر صدر کی جگہہ
سرداری و فضیلت کے بغیر ہرگز سزاوار نہین اگر ناواقفیت
و بیعلمی سے اپنے منصب کی خلاف جگہہ بیٹہہ جائی تو
علم و اطلاع پر اپنے مناسب جگہہ آبیٹھے جو کسے وجہ سے

اسکے مناسب جگہہ گنجایش نہو تو کشادہ خاطر پہر آئی لیکر
آدمیون مین کسی مکروہ حرکت (مثلاً قہقہہ مارنے ڈکار
لینے کہنکارنے ناک سنکنے دانت کریدنے وغیرہ) کا
ارتکاب نکری اسی وجہسی تنہائی مین سونا لازم ہے کیونکہ
سونیکے حالت مین اکثر ایسے افعال صادر ہوتے ہین
جنکا انکشاف ندامت وخفت کا موجب ہوتا ہے

داب کلام

سوچے سمجھے بغیر نہ بولے فحش و بدگوئی وکذب و ہرزہ گوئی
وطعن و تعلی و تمسخر و قطع کلام سے بچے مختصر و دلچسپ و مفید
ومعقول بات کہی اگر مخاطب ایک ہو تو اُسکی سماعت کے لائق
اور جو مجمع ہو تو اُنکے سننے کے موافق آواز سے کلام کرے

لیکن سامعین کی طبع کے ناگواری کا لحاظ و مطلب کے
ادائی کا خیال رکھی حتے کہ بات کا جواب بی پوچھے بہ ندیے
اگر کوئے استفسار ایسے جماعت سے کیا جائے جسمین
خود بہی ہو تو اورون کا منتظر و جماعت کا متفق ہہیے
اور جو مصلحت و ضرورت کے وجہ سے اختلاف ہہیے
پیش آئے تو اورون کے کلام پر معترض نہو بلکہ
اپنے مدعا کے اثبات کیواسطے اسکے موافق مثال و نظیر
گذرانے ہمیشہ سابقین و لاحقین کو غائب و حاضر
کلمۃ الخیر (یعنے دعا و ثنا) سے یاد کرے

فائدہ

دیوانون مستون لڑکون ناھنجارون سی مخاطب ہونا

موافق سریع الہضم صالح الکیموس کثیر الغذا کہانا کہائی بلکہ غذائین اور اُنکے اوقات ومقدار طب کے قاعدہ اور وقت کے مصلحت پر تقسیم کرے تاکہ اُسکا ثقل کاہلی کا سبب اور محنت کی حرج کا باعث نہو مثلاً ناشتہ غذا لئے دوائی (یعنے چائے آشجو یا لودہ وغیرہ) سی کیا جائے مگر تبدیل غذا یا تقلیل مقدار سے ہضم کے صلاح ملک و موسم و سن کی رعایت کی ساتھ عمل مین لاتا رہے

حکایت

عجم کے کسی بادشاہ نے ایک طبیب حاذق جناب رسالتماب حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت مین ہدیہ کے طریق بہیجا تہا مدت تک طبیب حاضر رہا

منع ہے الغرض کلام کرنے مین بہت آفات
ہین اور کم گوئے مین نہایت مصلحت و حکمت

داب طعام

بزرگون و سرداروں کی دسترخوان پر خود کسے امر مین
سبقت نکری متوسط حالت سی اسطرح کہائی کہ کسیکو کراہت
نآئی اپنی حاجت وخواہش پر اورونکی حاجت وخواہش کو
فائق یا برابر جانی کسی شئی کا آپ طالب نہو لارد ولا کا عامل ہے

فائدہ

اشتہا دو قسم ہے ایک کاذب جو لذات کی غرض سی نفس کی
طمع فاسد ہی دوسری صادق جو بدل ما تحلیل کے ضرورت
سے جسمانی اعضا کی طلب ہی اشتہا صادق مین اُسکے

مگر علاج کا اتفاق نہوا آخرش طبیب نے رخصت طلب
کے آپنے رخصت فرمایا طبیب نے بادشاہ کے حضور
مین حاضر ہوکر عرض کیا وہان بیماری نہین ہوتے
میرا رہنا بیکار تہا اسواسطے رخصت ہوآیا بادشاہ
نے بیمار نہونے کا سبب پوچہا طبیب نی
جواب دیا عرب کمال اشتہا مین کہاتی ہین تہوڑے
بہوکے رہتے ہین ہمیشہ ریاضت کیا کرتے ہین -

آداب لباس

عقلاً نقلاً رسماً بدن کا ستر لازم ہے اور برہنگی
ناپسندیدہ ومعیوب چنانچہ جسقدر مہذب و شائستہ
اشخاص ہین اُسیقدر اُنمین ہر ایک عضو ومحل وموقع

کے لباس جُدا جُدا ہین لیکن اُنمین مصلحت و
ضرورت کا خیال کرنا لا بدُ ہے مثلاً شب خوابی کے
لباس مین راحت و آسایش ہوا خوری و سیر و ملاقات
کے لباس ہین متانت و سادگی جنگ کے لباس مین
حفاظت و مضبوطے و چستے دربار کے لباس مین شوکت
اور اپنے پیشے کے مناسبت ملحوظ رکھنے چاہیئے

داب سلاطین

حکمائنے حکام کے ذوات کو آگ کے مانند مفید و مخوف
بیان کیا ہے اُنکے تقرب سے اجتناب لکھا ہے اور رکھا ہے کہ
اگر بضرورت شدید مرتکب بہی ہو تو کمال دیانت و
صیانت ادب و تہذیب خیر خواہی و خوشے وفاداری

وجان نثاری سے اُنکے مہمات انجام دیکر ممنون
ومشکوری قناعت ورضا عمل مین لائی کیلیئے ہرایک
شائستہ شخص اُس منصب بزرگ کا شایان ومستحق اور
متوقع ومتلاشی ہوتا ہے جسپر مجوز کے تجویز سے اہلکا
مقرر ہوا ہے لہذا ہر دم بلا عذر اُنکے فرمان بردار ہکے
بجان ومال مستعد رہے علاوہ ازین یہہ نوع آمر بالحق
مکلف بالخیر آیہ کریمہ أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَ
أُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ کے موضوع لہ حقیقے محترم واقعی مطاع ہے
مگر حق سے اختلاف اور خیر سے انحراف کی شکل مین
تا بامکان اُنکے متابعت سی پہلوتہی کرے بلکہ لطائف
الحیل اُنہین بہے اُس سی باز رکھے لاکن اصرار واجبار کے

حالت مین ناچار و متعذر رہے الغرض اُنکے ستر

معائب اظہار محاسن رحمت رسانی عظمت دانے

مین مبالغہ کثیر بجالا رہے تھے کہ اُنکے معاملہ مین

ترجیح و تقدس اُنسے منسوب اور خطا و تقصیر اپنے

طرف معطوف کرے کیونکہ مرج کے مقابلہ مین

شادی اور حاکم کے معاملہ مین تصنیف ناجائز

و ممتنع ہے گذشتہ ازین خطا پر اعتراف

وانفعال عتاب سی مخلصے کا وسیلہ اور تقصیر پر

اقرار و خجالت تشدد سے نجات کا ذریعہ ہے

تعلیم

بچون کو اُنکے زبان مین پہلے علم حکمت پڑہائین

بعدہ کوئی فروعی فن جسکے جانب طبعی میلان و
مناسبت پائین معہ ایک اور مروج زبان کے
سکھائین تاکہ تحصیل کے آسانی و معاشکے فرغت ہووے

فائدہ

تحصیل کے فرغت کی بعد بچون سے بے ضرورت
بہے مصلحتاً اُنکے مکتبہ کے ذریعہ سے روپیہ حاصل
کرائین کہ معاش کے اکتساب کا ملکہ اور اُس
فن مین کامل مہارت ہو جائے بلکہ اُنکی شادی
اُنہین کے ذمہ مقرر فرمائین یعنی اپنی
شادی اپنے روپیہ کے صرف سے وہ آپ
کرین تاکہ شعور و بلوغ کے زمانہ سے ایک

فائدہ

نفسانی تقاضا ذاتی لیاقت اوصافی وقعت

کے واسطے ہمیشہ وہردم اُن پر معین رہے

انتباہ

اولاد کے نالایقی و بدفطرتی ولاعلاج کے

حالت مین اُنہین عاق کردے ورنہ اُنکی بداعمالی

کے پاداش مین خود بہی شریک ہوجائیگا

آٹہوین فصل

والدین کے حقوق کے بیانمین

جوکہ والدین کا ابقا اولاد کے شعور و وقوف کی حد تک

اکثر یہ رہتا ہے اسواسطے والدین کے حقوق کا بیان

بہی واجب ہوا واضح ہو مولود کے اولی سبب والدین ہین

انکی پرورش مولود کی بقا و تکمیل کا موجب اس صورت مین
خدا و رسول اور بادشاہ عادل کی بعد والدین کا
رتبہ و حق سب سے زیادہ و فایق ہے اس لحاظ سے
انکے نصیحت و صیت بجالانی اور خدمت و اطاعت و تعظیم
کرنے چاہیئے چنانچہ اسکے مصداق یہہ آیہ کریمہ ہے
اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا

فائدہ

باپ کی تعظیم و حقوق سی استاد کی حقوق و فضیلت بہت
زیادہ ہین چنانچہ اسکا مصداق سلطان سکندر کا یہہ قول ہے
لان ابی کان سببا لحیوۃ الفانیۃ
لَاَنَّ معلمی کان سببا لحیوۃ الباقیۃ

نوین فصل

خدام کی تدبیر کے بیان مین

جو انسان اپنے بیعقلے و نادانے سے کوئے حرفہ آپسکے اعانت کی واسطے نہین کرسکتے وہ اہل ستیائ کے خدمت گزاری کے مستحق وسزاوار ہین تاکہ ممتاز اعانت بالعرض (یعنے اُنکے لیئے کسبِ معاش) کرین اور وہ اُنکے خدمت بالذات (یعنے مخدومون کے امورات خانہ دارے) انجام دین اس صورت مین اپنے امورات کے انجام دینے کے لیاقت خدام مین اول دیکھہ لینا چاہیئے کیون کہ وہ اپنے کم فہمے وعنرض کے

سبب سے مجبور و معذور رہین پہر اُنکے ضروریات کا
بتمامہ کفیل ہونا لازم ہے جتنے کہ وہ تنگ و
حیران نہ رہین بلکہ رعایت چشم پوشئے عفو
فہمایش وغیرہ اپنے اپنے موقع سے اُنکے ساتہ
ملحوظ رکہے تاکہ اُن مین دل سوزے خیر خواہے
رفاقت محبت پیدا ہو جاوے اگر اسپر بہے خطا
برخطا عمداً کرین تو اِسصورت مین تمام سیاستون سے
جُدا کرنا اچہا ہے کسواسطے خدّام عضا کے مانند ہین
اور لاعلاج و مؤلم عضو کے کوئی تدبیر قطع سے بہتر نہین
مگر یہہ علاج کل اصلاح کے تدابیر انتظار کے بعد
کیا جاوے کسواسطے کہ قدیم خادم کے صفت ہے

تیسرا مقالہ موسومہ کتاب سیاست ملک ریاست کے بیان مین

پہلی فصل

تمدن کی ضرورت کے بیان مین

ہر ایک موجود کے واسطے ایک طرح کا کمال ہے بعض موجودات کا کمال پیدایش سے اُنکی وجود کے ساتھہ لاحق ہوتا ہے وہ اجرام علوی ہین اور بعض موجودات کا کمال اُنکے وجود کے بعد عارض ہوتا ہے وہ اجسام سفلی ہین جس موجود کا کمال اسکے وجود کے بعد عارض ہوتا ہے اُسکو نقصان سے کمال کی طرف طبعی حرکت ہے اس حرکت مین اُسکی اعانت مطلوب ہوتی ہے اعانت کی تین طریقہ ہین

بالمادّہ بالآلہ بالخدمت بالمادّہ وہ ہے کہ معاون
اعانت کی بعد معین کا جز ہو جاوے مثلاً غذا کے
امداد اجسام نامیہ مین۔ بالآلہ وہ ہے کہ کوئی شئے
امداد کا وسیلہ و واسطہ ہووے۔ مثلاً پانی کی
امداد قوّت غاذیہ مین۔ بالخدمت وہ ہے کہ ایک کا
فعل دوسرے کے کمال کا موجب پایا جاوے مثلاً
آفتاب کی امداد موالید ثلاثہ مین لیکن بالخدمت
دو قسم ہے ایک وہ کہ جسکے فعل کی غایت خدمت ہو
مثلاً غلام کی خدمت اپنی صاحب کے لیئے یہہ خدمت
بالذات ہے۔ دوسرے وہ کہ جسکے فعل کی غایت
کوئی اور امر ہو مثلاً چرواہے کی خدمت اپنی مویشی

کی واسطے یہہ خدمت بالعرض ہے جو کہ ان اقسام کے
اعانت تمام اجسام سفلی مین باہم معلوم ہوتی ہے بلکہ
اوسکے بغیر انکا بقا و کمال محال اس بنا پر انسان ہے
بذات واحد بدون آپسکے امداد کے اپنی ضروری مہمات
(یعنے غذا لباس مکان وغیرہ) ہرگز انصرام نہین کر سکتا
اگر بالفرض ان ضروریات سی صرف ایک غذا کا ہی
تنہا اہتمام کرے تو پہلے آلات کی مادہ کی فراہمی (یعنے
آہن چوب وغیرہ کی) اونکے معدن و منبع سے اسکے ذمہ
عاید ہوگی پہر انکا بنا نا بعدہ قلبہ رانی کے آلات کی تیاری
لازم آئیگی اسکے بعد زراعت اور اوسکے جملہ مراتب
ابتدا سے انتہا تک تنہا پوری کرنی پڑینگے تو کیونکر فصل

فضل تک ایک آدمی یہہ تمام امور انجام دی سکے گا
اِسواسطے وہ بالطبع مدنی ہے تاکہ آپسکے اعانت کے
وسیلہ سے اپنی ضروریات رفع کرے یہہ پہے
فضیلت ہے چنانچہ حکما نے لکھا ہے
فضیلۃ الفلاحین ھو التعاون بالاعمال فضیلت
التجار ھو التعاون بالاموال فضیلت الملوک ھو
التعاون بالاٰراء السیاست فضیلت الالٰھین
ھو التعاون بالحکم الحقیقۃ ثم ھم جمیعا یتعاونون
علی عمارۃ المدن بالخیرات والفضائل

دوسری فصل

مداین کی ماہیت کے بیانمین

اپنے اجزا سے علاوہ ہر مرکب کے واسطے ایکطرحکی
خاصیت حکم صورت الگ ہے جسکی وجہ سے
اُن مین فرق و امتیاز ہوتا ہے اِسی قاعدہ پر انسانی
اجتماع کے لیئے بہی اُسکے اشخاص سے جُدا ایکطرح
کی خاصیت حکم صورت ہوتی ہے جیسا کہ انسان کے
ارادی افعال دو قسم ہین ایک خیر دوسرے شر
ویساہی اجتماعات بہی دو قسم ہین پہلی قسم
نیکی کے سبب سے دوسری قسم بدی کے باعث سے
قسم اول کو مدینہ فاضلہ کہتے ہین قسم ثانی کو مدینہ
غیر فاضلہ یہہ مدینہ اپنے حسب حالت (یعنی مختلف
طورون اور قسمون پر) جدا جدا نامون سے نامزد

ہوسکتا ہے لیکن مدینہ فاضلہ ایک ہی قسم ہے کیونکہ
راستی ونیکی کا ایک ہی طریق ہے مدینہ فاضلہ
اُن لوگون کے اجتماع کو کہتے ہین کہ جو نیکیون کے
حاصل کرنے اور بدیون کے دور کرنے مین مصروف
رہتے ہین انکا اعتقاد خلقت کے مبدا و منتہا
و انتہائی حالت مین راستی کے سبب سے باہم
مطابق اور اُنکے افعال انسانی بقا و نفسانی
کمال کی غرض سے تہذیب و سیاست پر مبنی
ہوتے ہین اسوجہ سے اختلاف و تغیر حالات مین
بہی اس جماعت کے فعلون کی علت غائی ایک ہے
اور فکر و خیال آپسمین موافق اگرچہ یہہ افراد مختلف

ابتدا
انتہا
درمیانی

اوقات یا متفرق مقامات مین جُدا جُدا ہون مگر
حقیقت مین متفق و متحد پائے جاتے ہین انکی مثال
لباس و طعام کے اقسام ہین کہ با وجود مختلف الماہیت
ہونے کے انکی غائت و منفعت مین اختلاف نہین ہوتا
مدینہ فاضلہ ان پانچ جماعتون سے مشتمل ہوتا ہے
ایک[1] حکما کی جماعت جو تہذیب و شائستگی کے سبب سے
افضل و اکمل ہوتی ہے انکا کام موجودات کے
حقیقت کا جاننا ہے مُدبّر مدینہ انکو کہتے ہین دوسرے[2]
عُلما کی جماعت جو علمی فضیلت کے باعث سے بزرگ
ہوتی ہے ان کا کام درس و تدریس ہے واعظ مدینہ
انکو کہتے ہین تیسرے[3] شجاعون کی جماعت جو شجاعت

کی وجہ سے اشراف ہوتی ہے انکا کام ملک کی حفاظت اور لڑنا ہے حامی مدینہ انکو کہتے ہین - چوتھے پیشہ ورونکی جماعت جو فنون شریفہ کے ذریعہ سے معزز ہوتی ہے انکا کام وکالت سماعت سیاق وغیرہ ہے مقدران مدینہ ان کو کہتے ہین پانچوین اہل حرفہ کی جماعت جو مال کے وسیلہ سے ممتاز ہوتی ہے انکا کام تجارت وصنعت وغیرہ ہے مالیان مدینہ ان کو کہتے ہین اور جو لوگ کہ آلات کے طور سے ان جماعتون کے کام مین آتے ہین وہ جداگانہ ذکر کے قابل نہین -

فائدہ

مدینہ فاضلہ مین خیرات مشترک یعنی صلاح وفلاح کے اسبابا

(مثلاً نہر۔ تالاب۔ بند۔ پل۔ نل۔ تار۔ ریل سڑک
ڈاکخانہ۔ مسافرخانہ۔ شفاخانہ۔ محتاج خانہ۔ عجائب خانہ
کتب خانہ۔ رصدخانہ۔ کالج۔ چھاپہ خانہ۔ تربیت خانہ
سلح خانہ۔ حصار۔ حربی مدارس۔ انتظامی مجالس
تجارتی قانون۔ ملکی گودام۔ دخانی کارخانہ وغیرہ)
موجود کیے جاتے ہین تاکہ امن ورفاہ کے سبب سے
ہر ایک اپنے کسب کمال کا موقع پاوے۔

تیسری فصل

محنت کی تقسیم وتالیف وتکمیل کے بیان مین

اپنی محنت کی آپ تالیف وتکمیل کرین تاکہ اُس سے خود
متمتع ہون اور ملکون کی صرف کارروائی ہووے

ورنہ نامستحق (یعنی غیر ملک کے آدمی) اُسکے نفع مین
شامل و داخل ہوجائینگے چنانچہ عمدہ قسم کا ناصاف
نیل تخمیناً سوؔ روپیہ من اوسط نرخ پر ہندوستان سے
انگلستان جاتا ہے وہان سے وہی صاف ہو کر
تخمیناً تین سوؔ روپیہ من اوسط نرخ پر پہر آتا ہے
اس صورت مین اسکے دو حصہ کا شریک انگلستان
ہوگیا اور بازگشتگی کا خرچہ نادانی کا جرمانہ قرار
دیا جاسکتا ہے بلکہ غیر ملک کے آدمی زیادہ نفع
اوٹہائینگے کیونکہ علم انتظام مُدن مین یہہ مسئلہ ثابت
کیا گیا ہے کہ پیداوار مین محاصل محدود اور مصنوعات
مین نامحدود ہوتا ہے رہی محنت کی تقسیم و تالیف اسکے

فوائد ڈاکخانہ کے احوال کے ملاحظہ سے کماحقہ ظاہر
ہوجاتے ہین کہ کیسا سخت و دشوار کام کیا سے
آسانی وخوبی سے انجام پایا ہے اس بنا پر اپنی
ضروریات اور اسکے متعلقہ کاروبار کے الگ الگ
اجزا ایک ایک جماعت پر آپسمین تقسیم کرین کسواسطے
ایک آدمی سے ایک کام کامل ہوسکتا ہے پھر ان کی
مصلحت وضرورت اور دوری وتعداد کی مناسبت کے
لحاظ سے انکے مساکن وامکنہ مقرر فرمائین تاکہ اشیا کی
تکمیل اور محنت کی تقسیم وتالیف ملک مین بخوبی ہوجائے

فائدہ

کارخانونمین جسمانی مشقت کیجگہہ حتی المقدور کلین اور سانچہ وغیرہ کام

مین لائین کیونکہ انکے ذریعہ سی خرچ کم اور کام زیادہ ہوتا ہے

چوتھی فصل

سلطنت کی ضرورت کے بیان مین

ملک کے امن و آزادی کے لیئے سلطنت وضع کی گئی ہے
کیونکہ انسان کے اراد اور خواہشین متباین ہین جنکی وجہ سے
ان مین اختلاف ہوتا ہے اور ہر ایک اپنے مقصد کے لیئے
جداگانہ توجہ و سعی کرتا ہے مثلا ایک شخص کا ارادہ لذات کی
تحصیل ہے اور دوسرے کی خواہش نعمات کی فراہمی اگر ان دونو نکو
بلا مزاحمت انکے طور پر چھوڑ دیا جائیگا تو امداد کی جگہہ عناد
کرینگے لذات کا محصل اپنے مقصد کے واسطے اور نعمات کا
جامع اپنے مطلب کے لیئے قاتل دشمن لایعقل مدعی ہونگے

اس واسطے ایک عاقل و عادل محافظ مطلوب ہوا تاکہ ہر ایک کو اسکے مرتبہ پے قایم کرکے اُنکے حق پر فایز کردے اسی ضرورت سے سلطنت کی حاجت ہے

فائدہ

مداین کے تمام اقسام مین اُس قوت کی زیادتی وکمال پر جو اُنکے بنا کی غرض ہوتی ہے ریاست وسیاست مقرر ہے جو کہ اجتماع کے بنا کی غرض بجز انسانی کمال ونفسانی اعتدال کے واقعی اور نہین ہو سکتی اس واسطے حقیقت مین انہین فضائل کی زیادتی وکمال پر سیاست و ریاست کا حصر ہے۔

پانچوین فصل

سلطنت کی ماہیت و اقسام کے بیان مین

سلطنت کا لفظ اُن نظم و نسق ملکی کے اختیارات پر دلالت
کرتا ہے جن کی رو سے رعایا کے جان و مال کی حفاظت
کی جاوے اور اُن مین حقوق و محصولات قرار دی جائین
اگرچہ اسکی پابندی تمام ملک کے باشندون نے بجبر یا
برضا تسلیم کی ہو۔ واضح ہو سلطنت دو قسم ہے ایک
سلطنت ظالمہ جس مین شاہی اختیارات نا محدود ہین حکومت
کے اس طرز مین امن و آزادی عدل و رفاہ کی ہرگز پابندی
نہین بلکہ بادشاہ کی مرضی و خواہش اور غیظ و غضب کا
بکلّیہ اتباع ہے اسی سبب سے رعیت نہایت ناتوان و خائف
بلکہ غلامی و قید کی حالت مین رہتی ہے بادشاہ کے خلاف

مرضی کوئی قول وفعل نہین کرسکتے اسواسطے سلطنت کے
معاون نہین ہوتے حتے کہ منافقانہ بسر کرتی ہے اسلیئے
سلطنت ہمیشہ خطرناک حالت مین پڑتی ہے دوسرے سلطنت[۲]
عادلہ جسمین شاہی اختیارات محدود ہین حکومت کی اس
طرز مین امن وآزادی عدل ورفاہ کی سربسر پابندی ہے
بلکہ بادشاہ کی مرضی وخواہش اور غیظ وغضب کا مطلقاً
دخل نہین اسی سبب سے رعیت نہایت توانا ومطمئن بلکہ خود
مختاری وآزادی کی حالت مین بسر کرتی ہے بادشاہ سے
بیخوف اپنے مصالح ومضار کی بابت جھگڑسکتی ہے اسیواسطے
سلطنت کی حامی ہوتی ہے حتے کہ دوستانہ برتتی ہے
اسلیئے سلطنت کی حالت ہمیشہ مستحکم رہتی ہے یہہ سلطنت

دو قسم پر منقسم ہے ایک وہ کہ ملک کی حکومت کسی ایسے
اصل و طریقہ کے بموجب ایک فرمان روا کے اختیار
مین ہووے جسکی فرمان برداری رعایا پر تا تبدیلی
طرز حکومت واجب و لازم رہے حکمرانی کے آئین صحیح
کرتے ہین ارکان دولت دخل پا ئین حکومت کی
اسطرح سے حکمران کو خودمختاری مملکت مین نہین ہوتی
ہے کہ اُسکے اختیارات و ذات مقررہ طریقہ کے پابند رہیگی
ہین اگر وہ اسکی پابندی سے انحراف کرے تو فرمانبردار
فرمان داری سے رعیت آزاد ہوجاتی ہے پھر اسکو حکو
استحقاق منصب باقی نہین رہتا یعنی وہ معزول کیاجاتا ہے
چنانچہ اسلامیہ خلافت اسکو سلطنت نوعی کہتے ہین دوسرے

وہ کہ ملک کا بندوبست کسی عقلی یا نقلی قانون و

قاعدہ کے مطابق رعیت کے قبضہ مین ہووے سلطانی

حقوق و محصولات سی وہ آزاد رہے سلطنت کے

امورات بلکے چندے سے نوبت بنوبت اُس کے

اشخاص انجام دین خاص و عام کی مصلحت کی موافق

آپس کی رضا و شورہ سے انتظامی ضوابط وضع

کرین چنانچہ امریکن سلطنت اسکو سلطنت جمہوری کہتی ہین

چھٹی فصل

رعیت کی نگرانی کے بیان مین

شائستہ رعیت کی اختیار مین سلطنت کی کاروبا

تفویض ہونی سے بے انتہا فوائد ظاہر ہوتے ہین

یعنی عموماً رعایا کے دلون اور طبیعتون مین قومی
حمایت جوش مارتی ہے حتی کہ ضرورت کے وقت
سلطنت کی سب حامی ہوکر مالی وشخصی امداد دیتے
ہین تمام دقتون وخرابیون سے سلطنت بچتی ہے
اُسکی کامل محافظ اور پوری وفادار فوج رعایا بن جاتی
ہے اسوجہ سے اُسکے بڑے بڑے مخالف اُس سی ڈرتے
ہین چنانچہ اِسکا مصداق خلافت راشدہ[۵] کا
احوال اورمہذب رعیت کی اختیار مین سلطنت کے
امورات سپرد نہونے سے وہ ہی سلطنت کا ایک
بڑا دشمن ہوجاتی ہے چنانچہ اسکا مصداق سن اٹھارہ سو
اکہتر عیسوی کا فرانسیسی انقلاب مگر ناشائستہ رعیت کے

[۵] یعنی خلافت صحابہ کرام ۱۲

قوت سلطنت کے مضرت کا قوی سبب ہوا کرتی ہے
چنانچہ اسکا مصداق ہندوستان کی محمد شاہی ہے
طوائف الملوکی اسواسطے رعیت کی حالت کی نگرانی
سلطنت پر لازم ہے یعنے جس قدر راس مین
شایستگی و تہذیب پائے اُسی قدر حکمرانی کے
اختیارات مین اُسکو دخیل و شریک فرمائے

ساتوین فصل

سیاست کی ماہیت کی بیان مین

سیاست دو قسم ہے ایک سیاست ناقصہ جسکی
غرض خلقت کی حکمرانی اسکا طریقہ ظلم و غلبہ ہے اسکا
لازمہ سلطنت کا تزلزل اور رعیت کی دشمنی دوسرے

سیاست فاضلہ جسکے غرض خلقت کی تکمیل اسکا طریقہ
حکمت و عدالت ہی اسکا لازمہ سلطنت کا استحکام
اور رعیت کی دوستی سیاست فاضلہ حکمرانی
کے کلیات کی اصلاح کرنی ہے اُس مجموعی ہیئت کے
درستی کے واسطے جو افراد انسانی کے جمع ہونے سے
حاصل ہوتی ہے اسکے دو طریقہ ہین ایک وہ کہ
مذہبی فرقہ پہ ملتی احکام کے بموجب اُسکا حصر کیا
جائے دوسرے وہ کہ ملک کے باشندون پر وقت کے
مناسب اُسکا تقرر عمل مین آئے تاکہ افراد انسانی کے
مجموعی کی تالیف و ترتیب حکمت و عدالت پر بنا پائے
اور انسانی افراد اُسکے ذریعہ سے اپنے کمالات کی تحصیل کے

طرف متوجہ ہون یہہ سیاست چار اصل پر مشتمل ہے

پہلی اصل

ملکی قانون کی ماہیت کے بیان مین

واضح ہو قانون حقوق کی اثبات دستاویزات کی تحریر

نالشات کی ارجاع جرائم کی سزا مقدمات کی انفصال

محصولات کی تقرر کا دستور ہی اُسکی تجدید و تبدیل ترمیم

و تنسیخ سخت ضرورت کے بغیر جماعت فاضلہ کی اجماع کی بدون

ممتنع ہی مگر سخت ضرورت مین جماعت فاضلہ کی مشورہ

سی ملکی قوانین کی ترمیم و تنسیخ تجدید و تبدیل کیجائی لیکن

اُسکا مسودہ ایک مدت معتد بہ تک تشہیر دیا جائے

اِس غرض سی کہ جس کسی کو جو کچھہ عذرات اُسکی بابت

ص ۱ ۱۲ ترمیم بن

ص ۲ ۱۲ تنسیخ بن

ص ۳ ۱۲ ...

ہون اس معینہ مدت مین پیش کرے کیونکہ قانون
حقیقت مین رعیت وسلطنت کا باہمی معاہدہ ہے
نہ تنہا ایک فریق اُسکی تجدید وتنسیخ کا مختار اور
اس مقررہ مدت کے گذرنیکے بعد نہ دوسرا فریق
عذر پیش کرنے کا مجاز اسی طرح پر سخت ضرورت مین
جماعت فاضلہ کے صلاح سے ملکے قانون کا مسودہ
تبدیل وتجدید کے واسطے رعیت سلطنت مین پیش کرنیکے
مستحق ہین اور بشرط نظم ونسق ملکے مین فتور نہونے
کے سلطنت اُسکے رواج دینے کے ذمہ دار۔

دوسری اصل

ملک مین امن وآزادی قائم کرنیکے بیان مین

م۲
انتظام
۱۲

م۴
قاعدہ ۱۲۵

عموماً تمام انسانی خواہشین قوت سے فعل مین لائے جانے مطلق آزادی ہے مگر یہہ آزادی دو قسم پر ہوتے ہے ایک آزادی ناجائزہ جسمین ملکی قانون کی مخالفت کی جاتی ہے اسکا لازمہ جبر وجفا ہے دوسرے آزادی جائزہ جسمین ملکی قانون کی متابعت رہتی ہے اسکا لازمہ امن ورفاہ ہے جائز آزادی کی روسے انسانی افراد تین قسم ہین ایک آزاد مطلق جو اپنے ذوات وحقوق کے خود مختار رہین۔ (مثلاً صحیح و حر وغیرہ) دوسرے مطیع جنکے ذوات وحقوق کسی اور کے متعلق ہین (مثلاً محکوم و ملازم وغیرہ) تیسرے مجبور مطلق جنکی ذوات وحقوق کسی دوسرے

کے تحت مین ہین (مثلاً عبد و مجبوس وغیرہ) اسصورت
مین ہر ایک اپنی مقدار کے موافق امن و آزادی کا
مستحق ہو اسکا لحاظ رکہنا ضرور ہے ورنہ کسی خاص اُس
ذات کی واسطے اور زیادتی اورون کے لیئے ظلم ہوگی

تیسری اصل

انسانون کی ذاتی قابلیت کے بیان مین

ہر ایک شخص کے افعال و احوال پر نظر کر کے اُسکے
موافق اُنکا مرتبہ وغیرہ مقرر کرین کیونکہ انسانی
افراد کے مدارج تین قسم پر منقسم ہین ایک وہ کہ بالطبع
نیک ہون اور اُنکی نیکی اورون تک پہونچے
یہہ لوگ فاضل و فرزانہ ہین ان کو حکم اسی مین

دخیل و شریک کرین تاکہ بخوبے خیر پوہنچائین
دوسرے وہ کہ نہ بالطبع نیک ہون اور نہ بد یہہ لوگ
ماموں و محفوظ ہین اِنکو آزاد رکہین تاکہ حسب قابلیت
اپنے کمال پر فائز ہو جائین تیسرے وہ کہ بالطبع شریر
ہون اور اِنکے شرارت اوروں تک پوہنچے
یہہ لوگ شریر و رذالہ ہین انسے رذالت چہوڑاین
یا انسے ملک پاک کرین تاکہ انکے شر سے اور محفوظ
رہین مگر جرم کی مقدار و مراتب کی لحاظ سے سزا
معین فرمائین یعنی پہلے مرتبہ جرم کی ارتکاب پر
قید و بید کی سزا تنبیہ و تہدید کے واسطے اور دوسرے
مرتبہ جرم کے ارتکاب پر جلا وطنی و عضو تراشی

کی سزا ملک کی رفاہ کے لیئے دین لیکن عفو چشم پوشی
انکے حق مین ہرگز روا نہین کیونکہ جرم کی سزا حقیقت
مین آیندہ کا بندوبست ہے نہ کہ مافات کی تلافی

چوتھی اصل

حقیت کی حفاظت کی بیانمین

حقیت کا زوال دو طریقہ پر ہوتا ہے ایک رضامندی
سے مثلاً بیع قرض بخشش وغیرہ دوسرے جبر سے
مثلاً چوری زبردستی دغابازی وغیرہ انمین
سے ہر ایک کی واسطے جدا جدا حکم و شکل معین ہین
چنانچہ پہلے طریقہ کے لیئے انتقال کی صلاحیت اور
دوسرے طریقہ کے واسطے ناجائز حیثیت شرط ہے

پیشتر سے

بیان

پس ہر ایک صورت مین ذی حق کو واجبی معاوضہ
پوہنچانا چاہیئے صلاحیت انتقال کی تعریف یہ ہے
کہ مملوکہ شئے بکمل وجائز طورسے تحت مین آئی ہو اور
حیثیت ناجائزہ کے تعریف یہ ہے کہ مقبوضہ شئے
ممنوع یا ناقص طورسے دخل کے گیئے ہو۔

آٹھوین فصل

جنگ کے کلیات کی بیان مین

دشمنون سے رہائی کے دو طریقہ ہین ایک
ملاطفت و مدارا دوسری قلع و قمع مدارا کا
ثمرہ دوستی و مروت ہی اور جنگ کا نتیجہ
فتح و شکست لیکن فتح کے صورت مین ہے

دقت وزیر بارے سے کہ جنگ کا لازمہ ہے
مفر نہین اسواسطے حتے المقدور نہ لڑے
حکمت عملے سے کام نکالے چنانچہ تاریخ حکما
مین اسکے موافق سکندر اعظم کا حال لکھا ہے
کہ سلطان سکندر دارا کے ملک پر جب غالب
ہوا اور جنگ کا سامان اہل عجم کے پاس کثرت
سے دیکھا اُنکے بیخ کنی مین فتنہ عظیم پایا
تو خیال کیا کہ میرے یہان سے جانے کے
بعد یہہ لوگ دارا کے انتقام پر جلد آمادہ
ہونگے اس شورش مین روم کا ملک ہے
ہاتہہ سے جائیگا ناچار ارسطو سے مشورہ کیا

حکیم نے صلاح دے کہ اُنکے خیالات متفرق کردو
تاکہ اُن کا معاملہ آپمین ہو جائے تم اُنسے محفوظ رہو
اسی بنا پر سکندر نے ہر ایک کو جُدا جُدا ملک کی
حکومت عطا کی اُس روز سے اردشیر بابکان کے
عہد تک عجمیون کو باہمی تنازع سے فراغت نہونے
پائی مگر تاہم سلطنت کی امورات مین جنگ کا پیش آنا
ضروریات سے ہے اگر لڑے تو بادشاہون کی
معاونت اور ملک کی مشارکت سی لڑے مگر جب بہ
بذات خود جنگ کا شریک نہو کیونکہ اگر فتح ہوگی تو
کسرشان کا بدلہ ناممکن ہے اور جو شکست ہوئی تو
شراکت کی حالت مین تدارک کرنا مشکل ہوگا جیسا کہ

نپولین بونا پارٹ ثالث فرانس کی بادشاہ کا
سن اٹہارہ سو اکہتر عیسوی کی لڑائی میں گرفتار ہونا اسکا مصداق ہے

فائدہ

لڑائی کا سبب تغلب کا دفع یا ملک کی حفاظت یا محض
خیر کی اشاعت یا انتقام کے سوا کوئی اور امر ہو کیلیے
ایسی صورتون مین تمام مہذب آدمی معاون و شریک
ہوتے ہین اور تن آسانی و پہلوتہی روا نہین رکھتے

نوین فصل

ردیفی عسکر کے ضرورت کی بیان مین

وضح ہو ملک کی چار رکن ہوتے ہین ایک اہل سیف
دوسرے اہل قلم تیسرے اہل معاملہ چوتھے اہل صنعت انمین

تالیفے اعتدال اور ملکی مناسبت ملحوظ رہتی ہے یعنی ملکی
وسعت اور باہمی ضرورت پر اُنکی تعداد قائم کیجاتی ہے
اِس بنا پر حافظ المدینہ کی تعداد وہ ہونی چاہیئے جو نامعلوم کے
لیئے برابر و مناسب ہووے کیونکہ اعدا کی تعداد اکثر نامعلوم
ہوتی ہے اور نامعلوم عدد کی لیئے کوئی تعداد مساوی و
کافی نہین ہوسکتے ناچار محافظون کی تعداد محفوظون کے
برابر مطلوب ہوئی حالانکہ یہہ امر سخت دشوار بلکہ قریب المحال
ہے لامحالہ تمام ملک کی صحیح و سالم لڑکون کو ایک مقررہ میعاد
تک جنگی قواعد سیکھنے کی لئی مجبور کرین اور بعد انفراغ
اختیار دین لاکن اُسکا شمار عسکری دفتر مین مرقوم رکھین
کسواسطے عند الضرورت ملک کی حفاظت ملکیون سے

اور ملت کی حمایت ملکیون سی قرار واقعی ممکن ہے مگر

اس صورت مین معینہ تعلیم و تربیت اطفال کی سلطنت

ذمہ داری ہے تاکہ قواعد جنگ کی تعلیم وسائل معاش کے

اکتساب کی حارج اور ملک کی فلاکت کا موجب نہو وے

فائدہ

صورت مذکورہ مین حربی مدارس کی جگہہ تعلیم خانون

کے ساتھہ دبستان قائم کرکے اُن سے تمام

اغراض اور کل مقاصد حاصل کرین یعنے سیر و

ہواخوری کے اوقات مین لعب و بازی کی طور پہ

جنگی قواعد سکہائین تاکہ ایک ہی مدت اور ایام

طفولیت ہی مین دونون مہم سی انفراغ ہوجائے

خاتمہ

محبت کی فضیلت و ماہیت کے بیان مین

للہ الحمد کہ مقصد حسب المراد سرانجام پایا یعنی منشای
تحریر بہ اتمام ہوا اب ختم کتاب براہ صواب محبت کے
ذکر پر مستحسن نظر آیا تاکہ اس رسالہ کے ہر ایک مقالہ کو
شامل و حاوی ہووے کیونکہ محبت بحیثیت
موجود العین لازمے اور بحیثیت مطلوب الغیر متعدی
فضیلت ہی پس واضح ہو انسان اپنی بقا و تکمیل
مین اعانت باہمی کا بالطبع محتاج و مائل ہی اسی وجہ
سے اُسکے تالیف و ترتیب کے لیئے ایک جوہر
(یعنی محبت و اتحاد) اُسکے اصل آفرینش مین

ودیعت رکھا گیا ہے تاکہ اپنے کمال پر جو اُسکے
غرض و غایت ہے وہ فائز ہو جائے مگر شہوات و
ملکات نفسانی کی تعدد و کثرت کی سبب سے انسانی
افراد کے امزجہ متباین ہوتے ہین اسی سبب سے اُس ودیعت کا
فقدان و وجدان افراط و تفریط اُسکے اشخاص ہین پائے
جاتی ہی اسیواسطے بجائے اِس اتحاد فطری کی ایک
اتحاد صناعی (یعنے عدالت و انصاف) کے اُسے
حاجت پیش آتی ہے تاکہ اُسکے تمام افراد اعانت کے
حیثیت سی بمنزلہ ایک شخص کے اعضا کی ہو جائین
اور وہ مجموعہ کمال مطلوبہ حاصل کرے لاکن جیسا اتحاد
خلقت کے واسطے وحدت و سلامتے لازم ہے ایسا ہی

افراط
تفریط

اعانت

کثرت و فساد کے لیئے اتحاد صناعے کے ضرورت
بنا بران جسقدر اُن مین محبت کے تفریط یا فقدان
ہوگا اُسیقدر نظام عالم کے قیام کے لیئے عدالت کے
حاجت پڑے گے یہین سے اتحاد خلقے کے فضیلت
اتحاد صناعے پر ثابت ہوتے ہے ایک جماعت
قدما ر حکما نے محبت کی عظمت مین بہت مبالغہ
کیا ہے حتےٰ کہ انسان اسم بامسمےٰ قرار دیا ہے
اُسکے وجہ تسمیہ یون بیان کے ہے کہ انسان کا
اشتقاق اُنس کی لفظ سے ہے اُنس کے معنے
دوستی کے ہین جو کہ انسان بالطبع مانوس ہے
لہذا اُسکا نام انسان رکہا اور یہہ بہی فرمایا ہے

کہ تمام موجودات کا قوام محبت کی سبب سی ہے
کوئی موجود محبت سی خالی نہین جیسا کہ ہر ایک موجود کا
جوہر وحدتی سی معرا ہونا محال ہے ایسا ہی ہر موجود کا
محبت سی خالی رہنا اشکال کیونکہ محبت کی حقیقت
اصل مین اُسی جوہر وحدتی کی اتحاد کے طلب ہی
جو مخلوقات کی ایجاد و تکوین کا مبدا ہی اس کتاب کے
پہلے مقالہ کے دوسری فصل مین یہ تحریر ہو چکا ہے کہ
جس موجود مین جسقدر جوہر وحدت کا قرب و
اتصال ہی اُسیقدر وہ اشرف و افضل ہے پس
ہر موجود کا کمال اُسی جوہر وحدتی کے طلب ہوئی
اس صورت مین محبت کا طالب درحقیقت کمال کا

پہلے پیرا

طالب ہوا مگر اور حکمانے اس مبالغہ پر بکلیہ اقدام
نہین فرمایا تاہم محبت کے فضیلت کا اعتراف کیا
اور اُسکے سریان وجریان کے تمام مخلوقات مین
شرح سے کے محبت کا لفظ خاص انسان کے لیئے
استعمال کیا باقی کے واسطے اور الفاظ کام مین
لائے جیسا کہ عناصر کے نسبت لفظ میل اور جماد کی نسبت
لفظ جذب (مثلاً سنگ آہن رُبا کے فعل کو جذب)
اور نبات کی نسبت لفظ خاصہ (مثلاً کہربا کے
فعل کو خاصہ) اور حیوانات کی نسبت لفظ الفت
منسوب فرمایا لاکن محبت کے مراتب و مدارج
متفاوت ہین کہ اُنکے ترتیب کے سبب سی موجودات

ہین کمال و نقصان مترتب ہوتا ہے اسو اصلی اُسکے
مراتب کے لیئے جدا جدا نام معین ہین مثلاً مودت
و صداقت و عشق وغیرہ بالآخر محبت وہ ہے
جو ہر مستودع ہے جو عموماً افراد انسانی کو نظام
عالم کے لیئے عطا کیا گیا ہے مودت وہ بجز
چند افراد کے سب مین نہین ہو سکتے کیون کہ
مودت کے معنے دوستے ہے علی العموم
اس شان کا ہونا محال لامحالہ تن چند مین ممکن
ہے اسیطرح صداقت مودت سی خاص ہے
کسواسطے صداقت کی معنی بحیثیت خیم سگالے
دو شخصون کا باہم ایک ہو جاتا ہے یعنے صدیق

اپنے دوست کا خیر خواہ مثل اسکے ذات کی ہوتا ہے
یہ صورت تمام احباب مین ہوتی اشکال ایسا ہی عشق
صداقت سے خاص الخاص ہے کسلیئے عاشق اپنے معشوق کے
محبت مین ماسوا سے محو رہتا ہے اَلعِشقُ نَارٌ
یحرق ما فی القلوب سوی المحبوب اسکا مصداق ہے
محبت کی افراط کو عشق کہتے ہین عشق کی ماہیت لذت
بجہت کی طلب یا خیر محض کے سبب سی فرط محبت ہے
الا وہ جو خیر محض کے سبب سے ہوتا ہے وہ عشق حقیقی
یا نفسانی و ممدوح ہے اور وہ جو لذت بجہت کے
طلب سے ہوتا ہے وہ عشق مجازی یا بہیمی و مذموم
ہے حکیم اول ابو القلطیس کا مقولہ ہے کہ انسان

اپنے اُس جوہر مجرد ہ ابتدا کے سبب سی مانوس و
مالوف ہی جسکے وجہ سے اُسے توحید حقیقے وصول
اور لقا پر مرتفع ہوتے ہین جبکہ وہ جوہر طبیعت کے
کدورات سی پاک ہوجاتا ہے تب انواع شہوات
وکرامات کے طلب اُس سی زائل ہوجاتی ہے
اُسکو اپنے شبیہ کا شوق صادق پیدا ہوتا ہے وہ
بنظر بصیرت مشاہدہ جلال خیر محض مین جو منبع
خیرات ہی مشغول رہتا ہے اُسپر انوار الٰہی فایز ہوتے
ہین اس حالت مین اسی ایک ایسی کیفیت ورا ے
ان لذات کی حاصل ہوتے ہے کہ وہ اُسے درجۂ
وحدت سی مقام اتحاد پر کہ بہترین مقامات ہے

۹۰ ابتہاجات
۹۲ نہایت

پہنچا دیتی ہے ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝ نفسانی
سعادت ہی جس سی انسان کامل اشرف اور باقی کائنات
محروم ہے وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ اسکا مصداق ہے لاکن حکماے
اولین کے بقول انسان بعد از مفارقت کلی اُس
رتبہ اعلے (یعنے سعادت) کا مستحق ہی جو منتہاے
کمال انسانی ہے کیونکہ صفاے کامل بغیر از
مفارقت کلی حیات فانی مین نہین ہوسکتی مگر اِس مذہب
سی ارسطاطالیس اور اُسکی تابعین نی اختلاف و انحراف کیا
اور کہا شنیع و قبیح ہی کہ ایک شخص کامل بالذات مکمل بالغیر خلافت
حضرت رب العزت سی موسوم یقینیات حقہ کا معتقد اعمال
صالح کا مواظب انواع فضائل کا مستجمع اصناف

ترجمہ یہ ہی ہے بڑی مراد کو پہنچنا ۱۲
ترجمہ اور البتہ تحقیق بزرگی دی ہم نے اولاد آدم کو ۱۲

کائنات کا مصلح تا حین حیات سعادت سے محروم رہے
اور بعد ممات باوجود ان افعال کے ابطال کی وہ بہے
سعید ہوجائے الحاصل مذہب اول کی رو سے حیات فانی
مین انتہائی کمال انسانی حاصل ہونا ممتنع اور مذہب ثانی
کی رو سے بشرط اعمال صالح کے موظبت کی زندگی مین
اس مرتبہ پر فایز ہونا واجب لاکن مذہب مختار کی رو سے
سعادت دو قسم ہے ایک غیر تام جسکا اعمال صالح کی مواظبت سے
حیات مین حاصل ہونا ممکن دوسری تام جسکا حین حیات
حاصل ہونا ناممکن کیونکہ انسان کو تا بحیات ترقی بلا نہایت
لازم ہی کسواسطے جس موجود کا کمال اسکی وجود کی بعد حاصل
ہوتا ہے اسکو نقصان سے کمال کیطرف طبعی حرکت ہے

اسصورتمین حیات کمال کے اکتساب کے مدت ہوئی پس انتہا
تحصیل مین محاصل تمام کا تحصیل نہین ہو سکتا لامحالہ
تحصیل کے اختتام پر محاصل کا اتمام منحصر ہے اس شکل کا نتیجہ
نکلا کہ پیش از موت انتہای کمال انسانی کا حاصل ہونا
محال المختصر محبت کے فضائل بیش از بیش ہین اسکی اصحاب
نقصان و فساد سی مصئون اسکے سوا اور اشکال
ریب کے شائبہ سی خالی نہین کیونکہ مغائرت کا لازمہ مادیات
وکثرت ہی اگر مادیات مین اسطرح کا میل یا تالیف
نسبت عددی یا مساحی یا تالیفی کی ہستادکی سبب سے
اس فعل غریبہ کا موجب ہی ہووی تو انکی ملاقات سطوح
کی نہایات کا اتصال ہی نہ کہ حقیقت و ذوات کا اتحاد

اسلیئے اُنمین پہر بہت جلد انفصال ہو جاتا ہے بالآخر
انسانی محبت دو قسم کے ہوتے ہے ایک طبعی یعنی بلا وجہ
جسکا ظہور ہو وی مثلاً اولاد کی محبت کہ بالطبع اُسکے
پرورش کیجاتی ہے دوسرے اسبابی یعنی بغیر سبب
جسکا ظہور نہو وی چنانچہ کسی مسبب کا وجود بی سبب کے
موجود نہین ہوتا چونکہ مقاصد انسانی بحسب بساطت تین
شعبہ پر منشعب ہین ایک نفع دوسرے لذت تیسرے خیر
بنابران محبت کی یہہ قسم بہے انہین تین سبب پر مبنی
ہے لہذا اسکا انعقاد و انحلال اپنی سبب کے اقتضا کی
موافق ہوتا ہی لاکن جو محبت کہ شکایت و ملامت کی
شائبہ سی مبرا اور منازعت و مخالفت کی صدمہ سی منزہ بلکہ

خلعت واتحاد سے آراستہ اور عدالت وحکمت سے پیراستہ
خیر کے طلب با سعادت کی اکتساب کی نظر سے ہوتی ہے جسکو
بقا و قیام مستلزم ہے وہ حکما کی محبت ہے کہ وہ خود
مخیر ہوتے ہین اور ونکو خیرات سکھاتی ہین کیون کہ
شریف کا فعل بنظر اول اپنی ذات مین نیک ہونیکے
سبب سے بنظر ثانی اور ونکو نفع پہنچانیکے باعث سے
ہوتا ہے پس یہہ محبت انواع حظائظ اور اقسام لذائذ
سے مثمر ہوتی ہے کوئی نعمت اس سے فائق تر نہین کسواسطے
اسکے اصحاب خیرات کی عادت کی وجہ سے عمیم الاحسان
ہوتے ہین اسلیئے وہ پیشوا اور رہبر و بنتے ہین مگر جو محبت
بطالت و ردائت پر مبنی اور اعراض وشہوات پر متفرع

بلکہ بخل و فساد سے بھرے ہوی اور بغض و کینہ سی بنی ہوئے
منفعت کی جلب یا لذات کی استحصال کی غرض سی ہوتی ہے
جسکو نقصان و بطلان مستلزم ہے وہ جہلا کی محبت ہی کہ
وہ آپ خود غرض ہوتی ہین اورون کو ظالم جانتی ہین
کیونکہ جاہل کا فعل بنظر اول جسمانی شہوات کی حاصل
کرنیکے سبب سے بنظر ثانی اورون پر ترجیح پانیکے باعث
سے ہوتا ہے پس یہ محبت طرح طرح کی کدورات او رضع
وضع کے آفات سے منتج ہوتے ہے کسلیئے اسکے اصحاب
خود غرضی یا ترجیح بلا مرجح کی عادت کی وجہ سی مبغوض العام
ہوتے ہین اسیواسطے وہ محسود اور حاسد قرار
پاتی ہین الحاصل اس فطری فضیلت کا وقتی استعمال

بیان ماسبق کی علم پر منحصر ہی کیونکہ جب تک انسان اُس
سے تمام تر واقف نہین ہوتا تب تک وہ ہرگز ہرگز اُسکا پورا پورا
مراتب دان اور ٹھیک ٹھیک موقع شناس نہین ہو سکتا جسکی وجہ
سے وہ اُسکو اچھی طرح ادا نہین کرسکتا ہے کہ ممکن ہے نادانی سے
توحید مین تخلیط محل افراط مین تفریط مرتبہ قلت مین کثرت
کام مین لائی یہہ ناکامی اور تباہیون کا باعث ہو یعنی
دوستونکی نفرت لوگون کی عداوت نفس کے ندامت روح کے
اذیت مطالب کے محرومی طالع کے شومی سعادت کی دوری
فضیلت کے مہجوری ثروت کی فقدان عزت کی خسران کا موجب ہووے

تمت بالخیر

بقلم میرزا عبدالرزاق غفرلہ

نقل تقریظ آنریبل سید احمد خانصاحب بہادر

سی - ایس - آئی

مینے اس رسالہ کو دیکھا جو ایک برہان مصنف کی جودت ذہن و شایستگی خیالات کی ہے - عبارت اردو نہایت صاف و شستہ ہے - مشکل مضامین کو صاف و سہل عبارت مین بیان کیا ہے اگلے حکماء کے خیالات جو عبارات دقیق مین مندرج تھے اوسکو نہایت تہذیب و درستی سے ادا کیا ہے - بلاشبہ یہہ رسالہ عمدہ و مفید عام ہے -

راقم سید احمد علیگڈہ - ۲۵ - مارچ ۷۷ء

مطبع انصاری دہلی مین طبع ہوا

اطلاع

واقعہ ۱۱ رمضان المبارک ۱۳۳۰ ہجری

رقیمہ حق تالیف اس کتاب کا مخدومی

مولوی محمد عبد المجید صاحب کو

دوام کے لیئے ہبہ کر دیا۔ اور نیز یہ کتاب

داخل بہی رجسٹر سرکار ہے۔ کوئی صاحب

بغیر اجازت اونکے طبع نہ فرمائیں

العبد

محمد اکرام علیخان غفرلہ

بقلم خود